اخبار احمدیہ

قادیان ۲۶ جنوری ۱۹۶۶ء سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت اور خاندان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دیگر مقدس افراد کے متعلق کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ احباب دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب بزرگوں کا مبارک سایہ تادیر قائم رکھے اور سب کو صحت و سلامتی کی لمبی عمر عطا فرمائے آمین۔

قادیان ۲۷ جنوری محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ الحمد للہ۔

● الحمد للہ کہ رمضان المبارک ہر طرح خیریت سے گذرا۔ ۲۳ جنوری کو عید سعید منائی گئی۔ ۲۶ جنوری کو یوم جمہوریت کی تقریب عمل میں آئی زیر تقریب کی مفصل روئیداد دوسری جگہ ملاحظہ فرمائی جائے۔

عید مبارک کی تقریب پر جماعت احمدیہ کی طرف سے

قادیان کے معززین اور مضافات کے سرکردہ دوستوں کی دعوت

قادیان ۲۵ جنوری ۱۹۶۶ء کل ساڑھے تین بجے بعد سہ پہر عید الفطر کی مبارک تقریب پر جماعت احمدیہ کی طرف سے دو اڑھائی سو بیان اور بٹالہ کے معززین اور مضافات قادیان کے نمبرداروں سرپنچوں پنچوں کو دعوت دی گئی جس کا انتظام نظارت امور عامہ کی طرف سے مدرسہ احمدیہ کی جدید عمارت میں بڑے وسیع پیمانہ پر کیا گیا۔ پہلے معزز مہمانوں کی چائے اور مٹھائی کے ساتھ تواضع کی گئی۔ اس کے بعد تقریب کا دوسرا پروگرام شروع ہوا جس کی صدارت آج کے چیف گیسٹ جناب وی کے کالیہ صاحب ایس۔پی گورداسپور نے فرمائی۔

استقبالیہ خطاب

سب سے پہلے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مائیکروفون کے سامنے تشریف لائے اور اپنے استقبالیہ خطاب میں فرمایا۔

جناب کالیہ صاحب اور میرے معزز دوستو!

آج کے مبارک دن عید سعید کی مبارک تقریب کی خوشی منانے کے لئے ہے۔ اور آپ لوگوں نے یہاں تشریف لاکر ہماری حوصلہ افزائی کی تکلیف کی ہے۔ یہ مبارک دن اس ایک مہینے کے بعد آتا ہے۔ جس مہینے میں مسلمان اپنے خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت روزے رکھتے ہیں۔ اور تیس روزے ختم کرنے کے بعد یہ عید منائی جاتی ہے اور اس کی خوشی میں ہماری جماعت ہر سال ایک تقریب منعقد کیا کرتی ہے جس میں قادیان اور مضافات کے معززین کو مدعو کیا جاتا ہے

آپ نے فرمایا۔ آجکل ہندوستان کے لوگ اس امر کی قدر خوب جانتے ہیں کہ جس زمانہ میں سے ہم گذر رہے ہیں یہ ایسا مادی زمانہ ہے کہ روحانی اخلاق کی طرف دنیا بہت کم توجہ دے رہی ہے جس کے نتیجہ میں مختلف اقوام کے درمیان محبت اور پیار اور خیر سگالی کے تعلقات اور جذبات بڑھنے کی بجائے روز بروز کم ہوتے جا رہے ہیں۔ یہ امر بہت تشویشناک ہے کہ مادیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب میں بہہ کر لوگوں نے مذہب کو بالکل ہی پس پشت ڈال دیا ہے۔ اور دنیا داری اور سیاست کو مقدم سمجھ لیا گیا ہے۔ لیکن اگر ہم نے ترقی کرنی ہے اور مختلف ملکوں اور قوموں کے درمیان بھائی چارہ بڑھانا ہے۔ اور یقینا بڑھانا چاہیئے تو ہمیں ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو روحانی اقدار کے حامل ہوں۔ اور پھر ہمیں ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو مہاتما گاندھی۔ پنڈت جواہر لال نہرو اور لال بہادر شاستری کے اصولوں پر عمل پیرا ہو کر دنیا کو امن شانتی اور یگانگت کا سبق دیں۔ ہمیں ایسے لوگوں کی ضرورت نہیں جو سٹیج پر آکر صرف تقریریں کرنے والے ہوں اور بعد میں اپنی تقریروں کے برعکس عمل کرنے والے ہوں۔ اور زبانی طور پر سب سے آگے اور عملی طور پر سب سے پیچھے رہ جانے والے ہوں۔

آپ نے فرمایا ضروری ہے کہ آج کے مادیت کے زمانہ میں انسان مذہب میں پختگی اختیار کرے۔ جب ہر مذہب کے لوگ اپنے اپنے مذہب میں پختگی اختیار کر لیں گے تو پھر چونکہ ہر مذہب امن اور بھائی چارے کی تعلیم دیتا ہے اس لئے اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ کسی مذہب کا کوئی شخص کسی دوسرے مذہب کے ماننے والوں کو تکلیف نہیں پہنچائے گا بلکہ ان کے دکھ سے اسے دکھ ہوگا۔ اور ان کی تکلیف کو وہ اپنی تکلیف سمجھے گا۔

ہمارے سامنے ہمارے بعض سیاسی لیڈروں کا نمونہ موجود ہے۔ گاندھی جی نے ہمیشہ یہی کہا کہ مجھے فخر ہے کہ میں ہندو ہوں مولانا آزاد نے ہمیشہ کہا کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میں مسلمان ہوں لیکن اس کے باوجود وہ لوگ اپنے انسانی اور سیاسی فرائض کو بہتر طور پر ادا کرتے رہے ہمارے نائب صدر جمہوریہ ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب بھی یہی کہتے ہیں کہ میں اپنے مسلمان ہونے پر فخر کرتا ہوں لیکن جب اپنے سیاسی اور ملکی فرائض کو ادا کروں گا۔ اسی طرح عیسائیوں کے مذہبی رہنما آرچ بشپ وغیرہ بھی یہی تسلیم دیتے ہیں۔

آج کا مبارک دن جو مسلمان کے لیئے ایک مہینہ کے روزوں کے بعد عید اور خوشی کا پیغام لاتا ہے۔ اس مہینہ میں مسلمان اپنے رب کے حکم کے ماتحت دن کے وقت دنیا کی کھانے پینے کی چیزیں چھوڑ دیتا ہے۔ اور اپنی جائز ضروریات کو بھی چھوڑ دیتا ہے۔ اور روزے کے نتیجہ میں اس کے دل میں جو نرمی پیدا ہوتی ہے اس کی وجہ سے وہ کثرت کے ساتھ صدقہ و خیرات کرتا ہے۔ روزہ اسے یہ احساس دلاتا ہے کہ تم بھوکے رہ کر ذاتی تجربہ کر کے دیکھو کہ وہ لوگ جنہیں نان شبینہ میسر نہیں ہے ان کا کیا حال ہوتا ہوگا۔ اس کا یہ خدائی جذبہ اور ریسرچ اس کے دل کو غرباء کی طرف پھیر دیتا ہے اور وہ ان کی امداد کے لئے اپنے دل میں ایک جوش پاتا ہے اور اس طرح وہ اپنے معاشرے اور ماحول کی گرتی ہوئی مخلوق کو اوپر اٹھانے کی کوشش کرتا ہے۔

آپ نے فرمایا آج ہی آل انڈیا ریڈیو پر ہم شاستری جی کی کوٹھی سے جو کومنٹری سن رہے تھے اس میں یہ ذکر بھی آ رہا تھا کہ شاستری جی کی سرکاری کوٹھی متصل جن پتھ کے لان پر شاستری جی نے کچھ حصہ میں گندم بوئی ہوئی تھی جس کے خوشے اُبھر رہے تھے۔ ایسا کیوں ہوا؟ اس لئے کہ شاستری جی نے یہ سمجھ لیا تھا کہ میرے ملک کے لوگ بھوک کے شکار ہیں۔ اور انہیں بھوک سے صرف اسی طرح بچایا جا سکتا ہے کہ بھارت کا ہر شخص محنت کرے اور ہر خالی جگہ پر غلہ لگا دیا جائے۔ اور پیداوار کو بڑھایا جائے۔

آپ نے فرمایا روزہ تمام مذاہب میں کسی نہ کسی صورت میں پایا جاتا ہے اور اس کا مقصد بھی ہر مذہب میں یکساں ہے اور وہ مقصد یہ ہے کہ ایک طرف اپنے خدا۔ ایشور اور واہگورو کے ساتھ کامل اور گہرا تعلق پیدا ہو جائے اور دوسری طرف غرباء اور عیسائیوں کے ساتھ ہمدردی کا جذبہ پیدا ہو جائے گا اور ہر شخص دل کی گہرائیوں سے اپنے محلہ گاؤں اور ملک والوں اور ہمسایوں کے ساتھ خیر خواہی اور ہمدردی کرے۔

آج ہماری اسی عید کی خوشی میں یہ تقریب منعقد ہوئی ہے۔ میں آپ تمام دوستوں کا جماعت کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے تکلیف اٹھا کر اس تقریب میں شرکت فرمائی اور ہماری خوشیوں کو دوبالا کیا۔

پرنسپل بیرنگ کالج بٹالہ کی تقریر

اس خطاب کے جواب میں پہلے نمبر پر ڈاکٹر رام سنگھ صاحب پرنسپل بیرنگ کالج بٹالہ نے مختصر مگر جامع تقریر کی۔ آپ نے [illegible]

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے ہما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۲۷ جنوری ۱۹۶۶ء

قادیان میں عید الفطر کی مبارک تقریب

قادیان ۲۴ جنوری کل یہاں عید الفطر کی مبارک تقریب پورے اہتمام کے ساتھ مسنون طریق پر منائی گئی۔ نماز عید مقبرہ بہشتی کے بڑے باغ کے پارک خواتین کے حصہ میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے پڑھائی اور ایک پُر لطف خطبہ دیا اور اجتماعی دعا کی۔

کل ۲۹ واں روزہ تھا اور ہر شخص کے دل میں شوال کا چاند دیکھنے کی خواہش تھی مگر مطلع ابر آلود ہونے کے سبب تمنا پوری نہ ہو سکی۔ اور رات گئے تک کسی جگہ سے چاند دیکھنے کی اطلاع بھی سُنی نہ جا سکی۔ چنانچہ اگلے روز احباب نے تیسواں روزہ رکھ لیا۔ مگر صبح کے وقت ریڈیو سے اطلاع سُنی گئی کہ بمبئی وغیرہ بعض مقامات میں آج رات کو شوال کا چاند دیکھ لیا گیا تھا۔ اس لئے قادیان میں بھی بعد مشورہ اس بات کا فیصلہ کیا گیا کہ شوال کا چاند نکل آنے کے سبب آج ہی عید منائی جائے۔ چنانچہ احمدیہ محلہ میں اس کا اعلان کر دیا گیا۔ احباب نے اسی وقت روزہ افطار کر لیا اور عید کی تیاری شروع کر دی۔

نماز عید ادا کرنے کے لئے اس سال مقبرہ بہشتی کے بڑے باغ میں واقع پارک خواتین کو تجویز کیا گیا تھا۔ چنانچہ دفتر تعلیم کی طرف سے دریوں قناتوں اور لاؤڈ سپیکر کا فوری طور پر انتظام کر دیا گیا۔ اور ساڑھے دس بجے عید کا دوگانہ ادا کرنے کے لئے مقامی جماعت کے سب افراد اس جگہ حاضر ہو گئے۔

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے پہلے مسنون طریق پر نماز عید کا دوگانہ پڑھایا۔ بعدہٗ خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے۔ سب سے پہلے آپ نے اسلام کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام کے معنے کامل اطاعت و فرمانبرداری کے ہیں۔ اسلام چاہتا ہے کہ انسان اپنی رضا کو خدا کی رضا، اور خوشنودی کے ماتحت کر دے۔ اس کی مرضی اپنی مرضی نہ رہے بلکہ جو خدا اُس سے چاہے وہی کرے آپ نے فرمایا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک شعر میں اسلام کا خلاصہ مطلب بیان فرماتے ہوئے فرمایا ؎

اسلام چیز کیا ہے خدا کے لئے فنا
ترکِ رضائے خویش پئے مرضیٔ خدا

آپ نے فرمایا اگرچہ اسلام سے قبل آنے والے دینوں کا نام اسلام نہ تھا لیکن اُن کی تعلیمات کا نقطۂ مرکزی درحقیقت وہی تھا جس کی طرف لفظ اسلام میں واضح طور پر اشارہ کیا گیا ہے۔ یعنی ایک انسان اپنی مرضی کو اُس کی مرضی کے ماتحت کر دے اور اُسی کی رضا، اور خوشنودی کی تلاش میں لگا رہے۔ کیونکہ اسی کی رضا ہی اصل چیز ہے۔ مثال دیتے ہوئے محترم صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ رویا یہ حکم دیا گیا کہ اپنے بیٹے کو خدا کی راہ میں قربان کر دو اور وہ اسباب کے لئے تیار ہو گئے تو اس کا مطلب یہی تھا کہ ابراہیم علیہ السلام بخوبی جانتے تھے کہ اس وقت میرے بیٹے کی گردن پر چھُری پھرنی ہی چاہیئے۔ اور اسی میں میرے بیٹے کی زندگی ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ وہ نیک بخت بیٹا بھی پورے شرح صدر کے ساتھ اس قربانی کے لئے تیار ہو گیا اور اپنے باپ سے صاف صاف کہہ دیا کہ اے میرے باپ آپ مجھے اس سلسلہ میں شاکرین میں سے پائیں گے۔ محترم صاحبزادہ صاحب نے فرمایا:

"اسلام نے تین ہی خاص مواقع خوشی کے مقرر کئے ہیں۔ پہلا موقعہ ہر جمعہ کے روز آتا ہے اور دوسرا موقع عید الفطر کا ہے۔ اور تیسرا موقع حج کے بعد عید الاضحیہ کا ہے عید الفطر کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس دن کھاؤ پیؤ اور خدا کی حمد بجا لاؤ یہ ارشاد نبوی بھی اسی طرف اشارہ کرتا ہے کہ خدا کی مرضی کے مطابق انسان کو اپنی زندگی کے روزمرہ پروگرام کو چلانے کی ٹریننگ لینی چاہیئے اُسی صورت میں تمہیں وہ مقام حاصل ہو گا جو خدا ایک سچے مسلمان کو دینا چاہتا ہے۔ ورنہ ایک انسان کی زندگی میں مختلف قسم کے حالات آتے ہیں۔ جن کی وجہ سے اُس کے دل کی کیفیت مختلف ہوتی ہے۔ چنانچہ عید آج بھی ہماری یہ خوشی ہمارے دلوں میں عجیب کیفیت پیدا کر رہی ہے۔ اس سال سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی جُدائی کا صدمہ دیکھنا پڑا۔ مگر اس کے باوجود جب خدا اور اس کے رسول کا منشاء یہ ہے کہ تم عید کے موقعہ پر خوشی کا اظہار کرو تو اس کے اندر حکمت یہ ہے کہ بعض دفعہ انسان کی اپنی طبیعت میں انشراح پیدا نہیں ہوتا۔ مگر خدا تعالیٰ ایسے مواقع لا کر یہ بتانا چاہتا ہے کہ انسانی زندگی پر مختلف قسم کے حالات آتے ہیں اس لئے موت فوت کا سلسلہ تو سب کے ساتھ لگا ہوا ہے مگر اس سے نہ کوئی نبی باہر رہا ہے اور نہ نبیوں کے خلفاء۔ اس لئے جب کسی خاص دن میں خدا تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ مومن اُس دن اُسی کی حمد اور شکر بجا لائیں تو ایک مومن کا یہی کام ہے کہ خدا کی رضا کو مقدم کریں۔ اور ایسا کرنے سے درحقیقت مومن کو زندگی کا اصل مقصود مل جاتا ہے۔ یعنی خدا کی خوشنودی اور اس کے احکام کی بجا آوری۔

آپ نے فرمایا کیسے خوش قسمت ہیں ہم احمدی کہ ہمیں خدا تعالیٰ نے اسلام جیسا دین دیا اور پھر ایسے زمانہ میں پیدا کیا جس کے دیکھنے کے لئے ہزاروں ہزار مسلمان تڑپتے مر گئے۔ کہ مسیح موعودؑ کا زمانہ ملے۔ اس کی یہی وجہ تھی کہ اس زمانہ کے ساتھ اسلام کی ترقی اور غلبہ وابستہ تھا۔ اور یہی ہر سچے مسلمان کے دل کی تمنا اور تڑپ ہے خدا کا شکر ہے کہ اُس نے ہمیں وہ زمانہ دکھایا اور اس مبارک جماعت میں داخل ہونے کی توفیق دی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے اسلام پر پڑ رہے ہر طرح کے گرد و غبار کو دور کر دیا اور اسلام پر کئے جا رہے اُن تمام اعتراضات کا منہ توڑ دینے والے دندان شکن جواب دیا۔ اور تمام ادیان پر اسلام کے روحانی غلبہ کے سامان کر دیئے۔

خطبہ جاری رکھتے ہوئے محترم صاحبزادہ صاحب نے بتایا کہ خدا تعالیٰ نے ہم پر مزید یہ انعام بھی فرمایا کہ اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد جماعت احمدیہ میں خلافت کا سلسلہ جاری رکھا۔ جب حضور علیہ السلام کا وصال ہوا تو خدا تعالیٰ نے سیدنا حضرت مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کو جماعت کی قیادت کے لئے کھڑا کر دیا۔ اور جب آپ کا وقت پورا ہوا تو خدا تعالیٰ ایک ایسے وجود کو سامنے لے آیا جس کے متعلق کہا گیا کہ یہ ۲۴ سالہ نوجوان جماعت کی کیا قیادت کرے گا۔ مگر خدا تعالیٰ نے اپنی خاص ربوبیت کے طفیل اس بچہ کے دماغ کو اتنا کھول دیا اور اس کے قدموں کو اتنا تیز کر دیا کہ وہ جلد جلد بڑھا اور اسلام کی حقانیت کو ثابت کرنے کے لئے اُس نے اپنی جان کی بازی لگا دی۔ اور اسلام و احمدیت کا قافلہ نہایت تیزی کے ساتھ آگے ہی آگے بڑھتا چلا گیا۔

جماعت کی اس ساری تاریخ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو کبھی بھی بے سہارا نہیں چھوڑا۔ حتیٰ کہ خدا تعالیٰ نے اس وقت بھی ہمیں پھر وہ خوشی کا دن دکھلایا کہ خلافت ثانیہ کا زمانہ پورا ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے خلافت ثالثہ کی نعمت عطا فرمائی۔ اس لئے آؤ ہم سب مل کر اس دن خوشی منائیں اور اجتماعی طور پر اس بات کے لئے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ ہماری کمزوریوں کو دور کرے۔ ہمارے اندر وہ پاک تبدیلی پیدا کرے جس میں اُس کی رضا ہو اور ہمیں ہمیشہ خلافت کے ساتھ وابستہ رکھے اور اُن نعمتوں سے مالا مال کرے جو اس کے ساتھ وابستہ ہیں۔

خطبہ کے اختتام پر محترم صاحبزادہ صاحب نے اجتماعی دعا فرمائی۔ بعدہٗ سب احباب نے محترم موصوف سے مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔ اور عید مبارک کا تحفہ پیش کرتے ہوئے ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے اور اس طرح یہ مبارک تقریب بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

سال رواں میں جلسوں و تبلیغی ہفتوں کا پروگرام

سال رواں ۱۹۶۶ء میں جلسوں اور ہفتہ ہائے تبلیغ منانے کے لئے مرکز کی طرف سے مندرجہ ذیل پروگرام مرتب کیا گیا ہے:

۱۔ جلسہ یوم مصلح موعود ۲۰ فروری ۱۹۶۶ء
۲۔ جلسہ یوم مسیح موعود ۲۳ مارچ ″
۳۔ جلسہ پیشوایان مذاہب ۳ اپریل ″
۴۔ جلسہ یوم خلافت ۲۷ مئی ″
۵۔ جلسہ سیرت النبیؐ ۲ جولائی ″
۶۔ جلسہ ہائے تبلیغ سال میں دو بار مئی کے پہلے ہفتہ میں اور اکتوبر کے پہلے ہفتہ میں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے نتیجہ میں

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ کو مخلصین انصار کی جماعت کا سردار بنا دیا

حضور علیہ السّلام کی یہ خواہش اور تڑپ تھی کہ ہر احمدی نورالدین بن جائے

تمام بھائیوں اور بہنوں کو چاہیئے کہ حضور کی اس خواہش کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

۳ر دسمبر ۱۹۶۵ء بمقام مسجد مبارک ربوہ

حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے بنصرہ العزیز نے مورخہ ۳ر دسمبر ۱۹۶۵ء کو جو خطبہ ارشاد فرمایا وہ افادۂ احباب کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے (خاکسار محمد صادق سابق مبلغ سماٹرا انچارج صیغہ زود نویسی)

تشہد، تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

جب اللہ تعالیٰ نے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا

اور حکم دیا کہ اُٹھو اور ساری دنیا میں میری توحید کو قائم کرو اور دنیا کے تمام ادیان پر اسلام کے غلبہ کو ثابت کرنے کے لئے کوشش میں لگ جاؤ اور دنیا کے ہر ملک اور قوم تک اسلام کا پیغام پہنچاؤ تو اس اہم اور وسیع ذمہ داری کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے رب کے حضور جھکے اور بڑے عجز اور گریہ و زاری کے ساتھ

آپ نے اپنے رب کو پکارا

اور کہا کہ اتنا اہم اور اتنا وسیع کام اکیلے مجھ سے تو نہ ہو سکے گا، اس لئے میری درخواست ہے کہ تو اپنی طرف سے مجھے انصار دے تا تیری شریعت اور احکام کو اس دنیا میں قائم رکھا جاسکے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو وعدہ دیا کہ

ينصرك رجالٌ نوحي اليهم من السّماء

کہ ہم تمہیں ایسے مددگار عطا کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے کہ اُٹھو اور میرے اس بندے کے مددگار بنو اور انصار کی حیثیت سے اس کے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "آئینہ کمالات اسلام" کے عربی حصہ میں اپنی

اس گریہ و زاری اور دعا کا ذکر

جن الفاظ میں کیا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے

" اور میں رات دن اللہ تعالیٰ کے حضور چلاتا رہا اور کہتا رہا یَا رَبِّ مَنْ اَنْصَارِیْ یَا رَبِّ مَنْ اَنْصَارِیْ کہ اے میرے رب میرے انصار کون ہیں؟ مجھے مددگار دے تاکہ تیرے کام خیر و خوبی کے ساتھ چلائے جاسکیں؟

پھر حضور فرماتے ہیں کہ:۔

"میں گریہ و زاری کے ساتھ اپنے رب کے حضور جھکتا رہا۔ اور دعا کرتا رہا کہ اے میرے رب! میں تنہا ہوں اور دُنیا مجھے نہیں پہچانتی اور مجھے ذلیل اور بے یار و مددگار سمجھتی ہے پس جب دعا کا ہاتھ پے در پے اٹھا اور آسمانوں کی فضا میری دعا سے بھر گئی تو اللہ تعالیٰ نے ...... [illegible] کی دعا کو قبول کیا اور رحمۃ للعالمین کی دعا نے جوش مارا۔ اور مجھے ایک مخلص صدیق عطا فرمایا جو میرے مددگاروں کی آنکھ اور میرے مخلصین کا خلاصہ اور نچوڑ ہے اس کا نام اس کی نورانی صفات کی طرح نورالدین ہے۔"

پھر آپ نے

حمامۃ البشریٰ میں فرمایا

کہ "میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے اعلیٰ درجہ کا صدیق دیا جو راستباز اور جلیل القدر فاضل ہے اور باریک بین اور نکتہ رس بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے مجاہدہ کرنے والا اور کمال اخلاص سے اس کے لئے اعلیٰ درجہ کی محبت رکھنے والا ہے کہ کوئی محب ایسا نہیں جو اس سے سبقت لے گیا ہو"

گویا جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان

مخلصین انصار کی جماعت کا سردار

بنا کر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ مولوی نورالدین صاحب کو وحی کی کہ جا میرے اس بندہ کی مدد کر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو صفات اپنے اس مخلص ترین مرید کے اندر دیکھیں اور یہاں ان کو بیان کیا ہے وہ یہ ہیں۔ وہ صدیق ہیں ان کو مقام صدق عطا کیا گیا ہے اور راستبازی اور صداقت کو انہوں نے اس مضبوطی سے پکڑا ہے کہ میرے مریدوں میں سے کوئی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اخلاص کے نتیجہ میں ان کو ایک ایسا نور عطا کیا کہ وہ باریک بین اور نکتہ رس بن گئے۔ وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں اس کے قرب کے حصول کے لئے بڑے مجاہدات کرنے والے ہیں اور ہمیشہ اس کی رضا کے لئے متلاشی رہتے ہیں اور خدا اور اس کے رسول اور اس کے مسیح سے بے انتہا محبت کرنیوالے ہیں

لیکن اس کام کے لئے صرف ایک ایسے شخص کا فی نہ ہو سکتا تھا۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی صفات کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش

ہر ایک احمدی نورالدین بن جائے

چنانچہ آپ اپنے ایک فارسی کے شعر میں فرماتے ہیں۔

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نوردیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نور یقیں بودے

کہ کاش میری جماعت کا ہر فرد نوردین ہو جائے اور فرماتے ہیں کہ میں تمہیں ایک گُر بتاتا ہوں، تمہیں ایک نسخہ بتاتا ہوں اگر تم اس پر عمل کرو گے۔ تو تم بھی ایسے ہی بن جاؤ گے۔ اور [illegible] یہ کہ اپنے دلوں کو نور یقین سے بھر لو۔

— یقین اس بات پر کہ خدا ہے اور ھو اللہ احد وہ ایک ہے۔

— یقین اس بات پر کہ خدائے تعالیٰ کی باتوں کو مان لینا عین سعادت ہے۔

— یقین اس بات پر کہ اس کی باتوں سے انکار کرنا اور اس کی آواز پر لبیک نہ کہنا اس کے قہر کا مورد بنا دیتا ہے۔

— یقین اس بات پر کہ وہ کامل طاقتوں اور قوتوں والا ہے کوئی اس سے فرار حاصل نہیں کر سکتا۔ اور کوئی انسان اس کی محبت جیسی محبت اور کہیں نہیں پا سکتا۔ بشرطیکہ وہ اپنے تئیں اس کی محبت کا مستحق بنا لے۔

— یقین اس بات پر کہ جو اس کے وعدے ہیں وہ سچے ہوتے ہیں

— یقین اس بات پر کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے سچے مامور ہیں اور ان پر ایمان لانا ہمارے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے

— یقین اس بات پر کہ آج وہ تمام فضل اور رحمتیں جو اسلام سے وابستہ ہیں صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ہی حاصل کی جاسکتی ہیں اور آپ کی جماعت سے باہر رہ کر انسان ان کا وارث نہیں ہو سکتا۔

— یقین اس بات پر کہ اس سلسلہ کے لئے قربانیاں دینا اور اوقات عزیزہ کو صرف کرنا اور اموال کو خرچ کرنا ایک ایسی توفیق ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔

— یقین اس بات پر کہ احمدیت (حقیقی اسلام) کے غلبہ کے لئے جو بشارتیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دی گئی ہیں۔ وہ ضرور پوری ہو کر رہیں گی۔

جب دل نور یقین سے بھر جائے

اور اس کے تمام لوازم بھی متحقق ہو جائیں اور جب بندہ اپنے نفس کو کھو کر اور لاشئے محض کی حیثیت سے اس کے آستانہ پر گر جائے تو [illegible] اللہ تعالیٰ نے اس بندے کو اُٹھاتا اور کہتا ہے کہ آجا نورالدین [illegible] بلکہ بہت سے نوردین میں اس جماعت کو دوں گا۔ مگر جو پہلے سے دو ابجد بھی ہے۔ اور جو ذمہ واریاں ان کے وجود کے ساتھ [illegible]

رکھتی تھیں وہ قیامت تک ہم پر بھی قائم رہیں گی۔ ان میں سے ایک

اہم ذمہ داری یہ ہے

کہ ہم جماعت احمدیہ کے تمام افراد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجنے کے ساتھ ساتھ اپنے اس محبوب آقا (نور الدین) کو بھی کبھی نہ بھلائیں۔

اگرچہ مامور ایک ہی ہوتا ہے۔ مگر مامور کے ساتھ دنیا میں ایسے وجود بھی پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ جنہیں خدا تعالےٰ نے قرآن کریم میں

ثانی اثنین قرار دیا ہے

یعنی دو میں سے ایک گویا وہ شخص اس مامور سے اتنا قریب ہوتا ہے کہ کوئی تیسرا ان کے درمیان نہیں ہوتا۔

یہ وہ مقام تھا جو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالےٰ کی توفیق سے ملا تھا۔ اور یہ اس محبت اور عشق کا نتیجہ تھا۔ جو آپ کے دل میں خدا تعالےٰ اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے تھی۔ اور یہ اس عزم کا نتیجہ تھا جو آپ کے دل میں گڑا ہوا تھا کہ خدا تعالےٰ نے ہمیں ایک امام اپنی طرف سے عطا کیا ہے۔ اس کی آواز پر لبیک کہنا ہمارا فرض ہے آپ کی زندگی میں

بے شمار مثالیں ایسی ملتی ہیں

جو اس بات کا ثبوت ہیں کہ جو اطاعت آپ میں پائی جاتی تھی اس زمانہ میں دنیا میں اس کی نظیر کہیں نہیں ملتی۔ آپ کا حال یہ تھا کہ مسیح موعود علیہ السلام کی آواز کان میں پڑی۔ اور آپ ہر کام چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہماری روایات میں ہے کہ جب آپ درس دینے کے لئے تشریف لے جاتے تو ایک شخص کو مقرر کر جاتے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام گھر سے باہر تشریف لائیں تو مجھے فوراً اطلاع دی جائے۔ کیوں؟ تاکہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی معیّت

سے محروم نہ رہیں۔ کہنے والے کہتے ہیں کہ جس وقت وہ خادم حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کو اطلاع دیتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیر کے لئے تشریف لے آئے ہیں تو جو لفظ منہ میں ہوتا اس کے سوا اگلا لفظ آپ منہ سے نہ نکالتے اس جملہ کو ادھورا ہی چھوڑ دیتے۔ اپنے عمامہ کو سنبھالتے اور اپنی جوتیوں کو گھسیٹتے ہوئے پہنتے۔ گویا اتنا وقت بھی دیر نہ لگاتے کہ آرام سے جوتی ہی پہن لیں۔ دیوانہ وار حضور علیہ السلام کی طرف دوڑ پڑتے تاکہ حضور علیہ السلام کی معیت سے ایک لحظہ کے لئے محروم نہ رہیں۔

یہ ثانی اثنین والا مقام

تھا جو آپ کو خدا تعالےٰ کی طرف سے عطا ہوا تھا۔ آپ کو مثیل ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہونے کا مقام حاصل تھا کیونکہ جب کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد توحید کا نعرہ لگایا تھا اور کہا تھا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم بے شک خاتم النبیین تھے تمام نبیوں کے سردار تھے۔ انسانوں میں سے بلند تر مقام پر پہونچے ہوئے تھے لیکن آخر انسان ہی تھے اور آخر ایک دن انہیں فوت ہونا ہی تھا سو فوت ہو گئے۔ اگر آج تم میں سے کسی طرح بھی کوئی کمزوری دکھائے گا۔ تو میں اس کمزوری کو دور کرنے اور

امتِ مسلمہ میں استحکام

کا ذریعہ بننے کے لئے کھڑا کیا گیا ہوں۔ پھر خدا تعالےٰ نے آپ کے ذریعہ امتِ مسلمہ میں اتنا استحکام اور مضبوطی پیدا کی کہ بعد میں آنے والے خلفاء کے لئے ان کے کام نسبتاً آسان ہو گئے۔

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کا حال ہے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد آپ نے جماعت احمدیہ میں بعض کمزوریاں دیکھیں اور آپ نے ایسے لوگوں کو دیکھا جو یہ بھی نہیں سمجھتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالےٰ کے ایک مامور ہیں اور ان کی اطاعت درحقیقت خدا کی اطاعت ہے تو آپ نے حتی الوسع دعاؤں کے ساتھ اور تدبیر کے ساتھ جماعت کے استحکام کے لئے" وہ کام کیا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پہلے زمانہ میں کیا تھا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی خُلَفَاءِہٖ

پس جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس شعر سے ظاہر ہوتا ہے۔ آپ کی یہ خواہش تھی کہ

جماعت احمدیہ کا ہر فرد اس مقام کو حاصل کرے

جو مقام نور دین (خلیفۃ المسیح اول رض) نے حاصل کیا تھا۔ چونکہ ہمارے زمانہ کے مرسل مسیح موعود ہمارے امام علیہ السلام کی یہ شدید خواہش تھی۔ جسے آپ نے اپنے شعر میں بیان فرمایا ہے۔ اس لئے میں اپنے بھائیوں اور بہنوں کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ حضور علیہ السلام کی اس خواہش کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں اور

— دعاؤں کے ساتھ اور

— مجاہدات کے ساتھ

یہ کوشش کرتے رہیں کہ ہم میں سے ہر ایک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس خواہش کو پورا کرنے والا بن جائے دراصل اسے پورا کرنا اور اس کے مطابق اپنی زندگی گذارنا خدا تعالےٰ کی توفیق کے بغیر ممکن نہیں ہے

پس

مَیں دعا کرتا ہوں

کہ اللہ تعالےٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی توفیق دے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ خواہش اور دیگر خواہشات جو حضور علیہ السلام ہمارے لئے اپنے دل میں رکھتے تھے۔ پوری کر سکیں تا ہم ان انعاموں کے مستحق ٹھہریں جن کی بشارات ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ خدا تعالےٰ نے دی ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اٰمِیْن۔

دوسرے خطبہ میں فرمایا:۔

آج میں

بعض جنازے بھی پڑھاؤں گا۔ ان میں سے ایک جنازہ محمد عباس صاحب کرنال کی والدہ صاحبہ کا ہے وہ یہاں لایا گیا ہے۔ عبد اللطیف صاحب بٹ کی والدہ صاحبہ مسماۃ فاطمہ بی بی، بابو محمد اسمٰعیل صاحب فوق، حاجی عبد اللہ صاحب چک نمبر ۱۳۴، محترم سید بشارت احمد صاحب وکیل حیدرآباد دکن جو صحابی تھے فوت ہو گئے ہیں۔ ان کا جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔

ان تمام بھائیوں اور بہنوں کو آپ اپنے ذہن میں رکھیں اور دعائیں کریں کہ

اللہ تعالےٰ ان سب کے درجات بلند کرے

اور مغفرت کی چادر سے انہیں ڈھانکے۔ اور مسیح موعود علیہ السلام کی معیت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قرب میں ان کو جگہ دے۔ اور ان تمام فضلوں اور رحمتوں سے ان کو حصہ دے جو ہر آن اللہ تعالےٰ ہمارے محبوب، ہمارے آقا محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر کر رہا ہے۔

(الفضل سالانہ نمبر ۱۹۶۵ء)

درس القرآن کے اختتام پر اجتماعی دعا

(بقیہ صفحہ ۵)

تفسیر کے سلسلہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات سے متعدد روح پرور اقتباسات پڑھ کر سناتے۔ جن میں حضور علیہ السلام نے پُر لطف انداز میں سورت فاتحہ میں بیان کردہ تین گروہوں منعم علیہم۔ مغضوب علیہم اور ضالین کے حالات وعقائد کو آخری تین سورتوں میں بیان فرمودہ مضمون کے ساتھ منطبق فرمایا تھا۔

آخر میں آپ نے انہیں سورتوں سے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے (مسند خلافت پر متمکن ہونے سے قبل کی) بیان فرمودہ تفسیر کا کچھ حصہ سنایا۔ اور ساتھ ہی ایک اقتباس جو بجائے خود ایک جامع دعا پر مشتمل تھا پڑھ کر سنایا۔

محترم صاحبزادہ صاحب کے درس کے بعد محترم مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل نے مختصر طور پر بعض خاص دعاؤں کی تحریک فرمائی۔ اور آخر میں پُرسوز اجتماعی دعا کرائی۔ جو مغرب کی اذان تک جاری رہی۔ اللہ تعالےٰ قبول فرمائے۔ آمین ؛

نذرِ محبّت و عقیدت

رقم فرمودہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

مکرمی تنویر صاحب اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

میرا دماغ بے کار سا ہو رہا ہے۔ خطوط کے جواب بھی نہیں لکھ سکتی۔ یہ چند سطور ان کے نام نذرِ محبت کے طور پر ارسال ہیں۔ جن کو اگر وہ چاہے نور ہی بھیج دے (بغیر بانی و حق و قیوم خدا ہی بھیج سکتا ہے۔ مبارکہ

عرش پر نور سے لکھا گیا نام محمود
میرے محمود نے پایا ہے مقامِ محمود
اُن کی خدمت میں خدا نے اسے پہنچایا ہے
جن کو ہر وقت پہنچتا تھا سلامِ محمود

"میرے بھائی بہت پیارے بھائی! عمر بھر تم نے سینہ پر تیر سہے۔ تمہارا نازک محبت اور رافت سے معمور دل معصوم دل طرح طرح کے الزام سنتا اور برداشت کرتا رہا۔ تم کو ایک ہی دھن تھی ایک ہی لگن تھی کہ اسلام اپنے سچے معنوں میں حقیقی صورت میں دُنیا کی نظروں میں آجائے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا علم جس کو خدائے کریم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سپرد کیا تھا ان کے خادم عالم کے گوشہ گوشہ میں بلند کرتے چلے جائیں۔ دینِ محمّدؐ کے چہرے سے گرد و غبار دھو کر اس کی اصل چاند سی طلعت ہر فرد و بشر کو دکھلا دی جائے۔ حق کا سورج طلوع ہو اور باطل کا اندھیرا بھاگ جائے۔ تم اپنے کام میں لگے رہے۔ دشمن حاسد بنتے رہے۔ وہ اپنا کام کرتے رہے اور تم اپنا کام۔ تم نے اپنے درد دکھ ہمیشہ پیچھے پھینک دیئے اور دین کا درد اپنے سینہ میں سمیٹے رکھا۔

آخر وہ وقت بھی آگیا کہ اللہ تعالےٰ کی نُصرت سے تمہارے ہاتھوں انجام پائے ہوئے عالیشان کام دیکھ کر تھک ہار کر بے اختیار دشمن بھی کہہ اُٹھے کہ بے شک سہ

تمہارے ہی سر پر خُدا کا ہے ہاتھ
خُدا کی ہے نُصرت تمہارے ہی ساتھ

بعض محض ڈھٹائی سے تسلیم نہ کریں گے مگر ان کے دل تو مان گئے۔ آج تم ہمیں مغزدن بنا کر اپنے محبوبِ حقیقی سے جا ملے اور اس جہان سے بظاہر رخصت ہو گئے۔ ہماری نظروں سے اوجھل ہو گئے مگر اے عاشقِ ربِ کریم تم وہاں تو زندہ ہو ہی۔ یہاں بھی زندہ ہو اور زندہ رہو گے۔ جب تک یہ عالمِ فانی باقی ہے۔ تمہارے دشمنوں کو زمانہ بھول جائے گا۔ یاد رہے بھی تو تمہارے ہی سلسلہ سے تمہارے ہی طفیل مگر تم کو کبھی نہ بھولے گا۔ کبھی نہ بھولے گا۔

خُدا کی ہر دم بڑھتی ہوئی رحمتیں تم پر نازل ہوتی رہیں۔ اپنے محبوب آقا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے قدموں سے لپٹتے ہوئے اپنے کریم، رحیم خدا کی آغوشِ رحمت میں بلند سے بلند درجات حاصل کرتے چلے جاؤ۔ آمین۔

مبارکہ

(الفضل سالانہ نمبر ۱۹۶۵ء)

[1] رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرتؐ کے "عاشق غلام"۔

تبرکات

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حق وحکمت سے پُر ارشادات

حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ عنہ کے درس الحدیث سے مختصر نوٹ

حضرت خلیفہ اوّل کا بیان فرمودہ نکتہ

حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ بعض حدیثوں میں جو آتا ہے کہ جو شخص دو رکعت نماز پڑھے اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ یا یہ کہ جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ اس کا صرف مطلب یہ ہے کہ یہ بھی جنت میں داخل کرنے کا ایک موجب ہے۔ اور اگر دیگر موانع نہ ہوں تو پھر ایسا شخص ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ کیونکہ لا الٰہ الا اللہ کہنا جنت میں داخل ہونے کا ایک سبب ہے مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی شخص کہے کہ دیکھو میں لا الٰہ الا اللہ کہتا ہوں تم گواہ رہنا۔ مگر میں سارے انبیاء کا انکار کرتا ہوں۔ اس وقت اس کا لا الٰہ الا اللہ کہنا اس کو جنت میں داخل کرنے کا موجب نہیں ہوگا۔ کیونکہ جنت میں داخل ہونے کے لئے یہ امر مانع ہے کہ اس نے تمام انبیاء کا انکار کر دیا۔ اس لئے صرف لا الٰہ الا اللہ کہنا اس کے لئے جنت میں داخل ہونے کا موجب نہ ہوگا۔

اس کی مثال ایسی ہی ہے کہ کوئی شخص کہے امتحان کے لئے داخلہ دینا ضروری ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی طالب علم محنت بالکل نہ کرے تو امتحان کا داخلہ دینا اس کو کامیاب کر دے گا۔ داخلہ کا صرف یہ مطلب ہے کہ بغیر داخلہ کے ممکن نہیں کہ کوئی امتحان میں شامل ہو سکے۔ ہاں پاس ہونے کے لئے بعض اور باتوں کی بھی ضرورت ہے اور ان کو پورا کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح اس حدیث کا مطلب ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کہے بغیر ممکن ہی نہیں کہ کوئی شخص جنت میں داخل ہو سکے خواہ وہ کیسے ہی نیک اعمال بجا لائے۔ ہاں جنت میں داخل ہونے کے لئے لا الٰہ الا اللہ کہنے کے علاوہ اور باتوں کی بھی ضرورت ہے۔

کھانے میں برکت

حضرت انس رضی اللہ فرماتے ہیں میری والدہ نے ایک مُد جَو سے کھانا تیار کیا۔ اور مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ کہ میں آپ کو کھانے کے لئے ساتھ لے آؤں۔ حضورؐ اس وقت صحابہؓ کے مجمع میں تشریف فرما تھے۔ میرے عرض کرنے پر فرمایا یہ بھی میرے ہمراہ آئیں گے۔ حضرت انس رض نے گھر جا کر خبر دی کہ حضورؐ کچھ صحابہؓ سمیت تشریف لا رہے ہیں۔ حضرت ابو طلحہ رض نے کہا کہ ہم نے تو صرف حضورؐ کے لئے کھانا تیار کیا تھا۔ حضرت انسؓ کی والدہ نے یہ کہا اللہ ورسولہ اعلم یعنی اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صحابہ سمیت تشریف لا رہے ہیں تو سب کچھ جانتے ہوئے تشریف لا رہے ہیں اسلئے گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ جب حضورؐ ان کے گھر کے پاس پہنچے تو ابو طلحہ رض حضورؐ کی پیشوائی کے لئے باہر آ گئے۔ صحابہ رض کے مکانات کے اندر صحن نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ آجکل کی کوٹھیوں کی طرح اندر کمرے بنائے جاتے اور ان کے ارد گرد صحن ہوتا تھا سب لوگ باہر صحن میں بیٹھ گئے۔ حضورؐ اندر تشریف لے گئے۔ اور روٹیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ اور فرمایا دس دس آدمیوں کو بلاتے جاؤ۔ اور کھلاتے جاؤ۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا حضورؐ کے ساتھ چالیس آدمی تھے ان سب کو کھانا کافی ہو گیا۔

یہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ کا بہت بڑا معجزہ ہے کہ ایک دو آدمیوں کے کھانے میں اتنی برکت ہوئی کہ چالیس آدمیوں کے لئے کافی ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے معجزہ میں ایک حصہ اخفاء کا بھی رکھا ہے۔ اس لئے حضورؐ نے روٹیوں کو ثابت نہ رہنے دیا۔ بلکہ ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ کیونکہ اگر ثابت روٹیاں رہتیں تو یہ ایک حسی امر ہو جاتا۔ کیونکہ وہ چند ایک آدمیوں کے ہاتھوں میں ہوتیں تھیں جب حضورؐ نے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور سب آکر کھانے لگے تو ان کے بڑھنے کو نہ دیکھ سکے۔ یہاں تک کہ سب سیر ہو گئے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے لیکن اگر ان سے پوچھا جائے کہ یہ زمین کس نے بنائی تو وہ کہتے ہیں خدا تعالیٰ نے۔ اور وہ اس وقت حیران نہیں ہوتے حالانکہ وہ نیست سے بنائی گئی ہے۔ اور یہاں صرف ان ٹکڑوں میں برکت ڈالی گئی ہے۔ پس جو خدا نیست سے ہست کر سکتا ہے۔ اس کیلئے کیا مشکل ہے کہ وہ چند روٹیوں میں اتنی برکت رکھ دے کہ وہ چالیس آدمیوں کے لئے کافی ہو سکیں،

اس قسم کے معجزات اکثر انبیاء بنی اسرائیل کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے رہے ہیں۔ حضرت عیسےٰ اور ایلیا علیہما السلام نے بھی اسی قسم کے معجزات دکھائے۔ خود ہمارے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ایک ایسا عظیم الشان معجزہ ظاہر ہوا۔ جو اس سے قبل کسی نبی کے زمانہ میں ظاہر نہیں ہوا۔ اور وہ شربت سیاہی کے چھینٹوں والا معجزہ ہے۔ وہاں تو یہ ہوا کہ چیز موجود تھی۔ مگر تھوڑی تھی۔ خدا تعالیٰ نے اس میں برکت ڈال دی۔ مگر یہاں نیست سے ایک چیز وجود میں آ گئی۔ اس سے بڑھ کر اور کیا معجزہ ہو سکتا ہے

اس حدیث سے ایک اور بات بھی نکلتی ہے۔ کہ دعوتوں میں ایسا طریق بھی جائز ہے کہ بجائے اس کے کہ سب لوگ ایک جگہ بیٹھ کر کھانا کھائیں کچھ لوگ آتے جائیں اور کھاتے جائیں گویا اگر مکان کی تنگی ہو یا برتنوں کی قلت ہو تو ایسا طریق اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

لہسن اور پیاز کی بُو سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو نفرت

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لہسن یا پیاز کھا کر آئے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔ (الفضل ۲۹؁ء)

قادیان میں درس القرآن کے اختتام پر اجتماعی دعا

قادیان ۲۳ر جنوری ۶۲؁ء کل رمضان المبارک کی ۲۹ تاریخ تھی درس القرآن کے اختتام پر مسجد اقصیٰ میں اجتماعی دعا ہوئی حسب دستور سابق اس سال بھی خدا کے فضل سے روزانہ بعد نماز ظہر تا عصر کم وبیش ایک سپارہ کا درس القرآن قادیان کے علماء باری باری دیتے رہے جس میں مقامی احباب ذوق وشوق سے شرکت کرتے رہے۔ بالآخر وہ مبارک دن بھی آیا جبکہ قرآن کریم کا یہ دور بھی پایۂ تکمیل کو پہنچا اور اعلان کر دیا گیا کہ ۲۹ر رمضان المبارک کو عصر کے بعد باقی ماندہ حصہ قرآن کریم کا درس اور اجتماعی دعا ہو گی۔ چنانچہ کل ساڑھے تین بجے عصر کی نماز ادا کی گئی بعدہٗ بیرونجات سے آمدہ درخواست ہائے دعا پڑھ کر سنائی گئیں۔ اور مکرم چوہدری مبارک علی صاحب نے آخری پارہ کا آخری ربع کا درس شروع کیا۔ مکرم چوہدری صاحب کی درخواست پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ کرم قرآن کریم کی آخری تین سورتوں کا درس دینا منظور فرمایا تھا چنانچہ جب چوہدری صاحب سورت لہب ختم کر چکے تو محترم صاحبزادہ صاحب نے آخری تینوں سورتوں کی پُر لطف مختصر اور جامع تفسیر فرمائی جس کے آغاز میں آپ نے فرمایا۔

قرآن کریم ہر مومن کی روحانی غذا ہے جو ہر قسم کی استعداد رکھنے والے اور ہر ملک اور خطہ کے رہنے والوں کے لئے خدا تعالیٰ تک پہنچنے کا رستہ بتاتی ہے اور ایسا رستہ بتاتی ہے جس پر چل کر انسان کو نجات ملتی ہے اور اس کا خاتمہ بالخیر ہوتا ہے اور ہر وہ آدمی جس کو خدا تعالیٰ یہ توفیق دے کہ وہ اس مبارک کتاب کو خود پڑھے اور اس کے معانی پر غور کرے یا دوسروں کو سنائے اُس کے حقائق ومعارف سے دوسروں کو آگاہ کرے یہ بات اُسکے لئے نہایت درجہ موجب سعادت وبرکت ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص کسی دوسرے کو سیدھا راستہ بتاتا ہے تو اس کے بتلانے پر جس قدر نیکیاں دوسرا انسان کرتا ہے اور اسی وجہ سے وہ ثواب کا مستحق قرار پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی قدر نیکیاں رستہ بتانے والے کے نامۂ اعمال میں بھی درج کر دی جاتی ہیں۔ اور چونکہ اسلام کی دعوت کا آغاز سیدنا حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے ہوا۔ اس لحاظ سے حضورؐ کا مقام ہمیشہ بلند سے بلند تر ہوتا چلا جاتا ہے۔

درس جاری رکھتے ہوئے محترم صاحبزادہ صاحب نے آخری تینوں سورتوں کی ... باقی صفحہ ۱۱ پر

خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کا انتخاب

(اور)

بشارات ربانیہ

محترم جناب مولانا جلال الدین صاحب شمس

الحمد للہ کہ خلیفہ ثالث کا انتخاب عین منشائے خداوندی کے مطابق ہوا جس کا ثبوت یہ بھی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور بعض دوسری عظیم الشان روحانی شخصیتوں کے لئے خدا تعالیٰ کے کلام میں پہلے سے پیشگوئیاں موجود ہوتی ہیں جو ان کی تعیین میں مشعل راہ کا کام دیتی ہیں چنانچہ سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق بھی بہت سی آسمانی بشارات موجود ہیں۔

۷۔۸ نومبر ۱۹۶۵ء کی درمیانی رات خدا کا محبوب بندہ محمود مجید مکرم اور وہ مصلح موعود جس کا نزول جلال الٰہی کے ظہور کا موجب تھا۔ اپنے نفسی نقطۂ آسمان کی طرف اپنے محبوب ازلی خدا کے حضور اٹھایا گیا۔ وکان امر اللہ مفعولا

آپ کی وفات بھی ٹھیک اس رؤیا کے مطابق ہوئی جو حضور نے ۲۲ اپریل ۱۹۴۴ء کو دیکھی تھی جس میں صراحتاً یہ ذکر تھا کہ آپ اب دار ثانی میں دعویٰ مصلح موعود کے بعد بیس سال یعنی ۱۹۶۵ء تک اور قیام پذیر رہیں گے۔

(الفضل ۲۹ اپریل ۱۹۴۴ء)

آپ کی وفات الہامی ارشاد "موت حسن حسن فی وقت حسن" کے مطابق کامیاب زندگی اور بامراد انجام کی موت تھی۔ حضورؓ نے فرمایا تھا:۔

"اس الہام میں مجھے حسن رضی اللہ عنہ کا بروز کہا گیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ میری ذات کے ساتھ تعلق رکھنے والی پیشگوئیوں کو پورا کرے گا۔ اور میرا انجام بہترین ہوگا اور جماعت میں کسی قسم کی خرابی پیدا نہ ہوگی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک"

(تفسیر کبیر جلد ششم جز چہارم حصہ چہارم تفسیر سورۃ الفلق صفحہ ۱۸۹)

اور آپ کی وفات ایسے وقت میں ہوئی جبکہ پاکستان میں بوجہ جنگ فرقہ وارانہ اختلافات اور جھگڑے دب گئے تھے . . . .

تھی۔ بوجہ وفات سے . . .

تھی۔ . . . .

. . . .

اور ملک میں وسائل آمد و رفت بھی نقل و حرکت کے اپنے وقت بوجہ درحقیقت اچھا وقت تھا حضور نے وفات پائی اور نمائندگان مجلس انتخاب خلیفہ کو مرکز پہنچنے میں کوئی دقت پیش نہ آئی اور نہایت خیر و خوبی سے انتخاب خلیفہ کا کام سرانجام پایا۔

یہ محض اللہ تعالیٰ کا تصرف تھا کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے تصرف سے جماعت احمدیہ کو پھر ایک ہاتھ پر جمع ہونے کی توفیق عطا فرمائی اور ایک زلزلہ کے بعد جماعت احمدیہ نے قدرت ثانیہ کے مظہر ثالث سے سکینت پائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے خلیفہ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر انتخاب خلافت کے لئے جماعت کی نمائندہ ایک مجلس مرتب فرمائی تھی جو صدر انجمن احمدیہ کے ناظر صاحبان تحریک جدید کے وکلاء، بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام کا شرف حاصل کرنے والے مبلغین، صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ۱۹۱۴ء سے پہلے کے صحابہ کرام کے بڑے فرزند اور امراء جماعت وغیرہم پر مشتمل تھی۔ نمائندگان کی بھاری اکثریت یعنی ۲۰۵ افراد ۲۴ گھنٹے کے اندر انتخاب کے لئے پہنچ گئے تھے۔

جن کی بڑی اکثریت نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے فرزند اکبر حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کو مسیح موعودؑ کا خلیفہ ثالث منتخب کیا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔

اس انتخاب میں نہ کوئی فرد منصب خلافت کا امیدوار ہوتا ہے اور نہ ہی کسی شخص کے حق میں رائے ہموار کی جاتی ہے۔ تمام ممبران سے عہد لیا جاتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جانتے ہوئے پوری دیانتداری سے رائے دیں گے ان ممبران کو یہ احساس ہوتا ہے کہ ان پر اعتماد کر کے ساری جماعت کی طرف سے ان پر خلیفہ کے انتخاب کی نازک ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔ جسے انہیں انتہائی تقویٰ اور دیانتداری سے . . . ادا کرنا ہوگا نہیں معلوم ہوتا ہے کہ الٰہی ارشاد ان تؤدوا الامانات الیٰ اھلھا کے مطابق وہ اپنے ووٹ کے استعمال کے لئے خدا تعالیٰ کے آگے جوابدہ ہوں گے چنانچہ ان تمام امور کی موجودگی میں ایک الٰہی تصرف کارفرما ہوتا ہے۔ جو مومنوں کو ایک فرد کی طرف لاتا ہے چنانچہ خلافت ثالثہ کے انتخاب کے موقعہ پر ایسا ہی نظارہ دیکھنے میں آیا۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ کوئی غیبی طاقت تمام قلوب پر متصرف ہے اور خدا کے فرشتے دلوں پر سکینت نازل کر رہے ہیں۔

الحمد للہ کہ خلیفۂ ثالث کا انتخاب عین منشاء خداوندی کے مطابق ہوا۔ جس کا ثبوت یہ بھی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور بعض دوسری عظیم الشان روحانی شخصیتوں کے لئے خدا تعالیٰ کے کلام میں پہلے سے پیشگوئیاں موجود ہوتی ہیں جو اس کی تعیین میں انسانوں کے لئے مشعل راہ کا کام دیتی ہیں۔ اس پر مستزاد وہ سینکڑوں رؤیا اور کشوف ہوتے ہیں جو ان مقدس وجودوں کے روحانی مرتبہ پر فائز ہونے سے قبل ہی دکھائے جاتے ہیں

آسمانی بشارات

ہم پہلے یہاں سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق وہ چند آسمانی بشارات درج کرتے ہیں جو حضور کی مصدق ہیں۔ اور جن کی صداقت پر جناب کے خلیفہ ہونے سے مہر ثبت ہو گئی ہے۔

یہود کی احادیث کی مشہور کتاب طالمود میں لکھا ہے:

یہ بھی ایک روایت ہے کہ مسیح کے وفات پانے کے بعد اس کی بادشاہت یعنی آسمانی بادشاہت اس کے فرزند اور پھر اس کے پوتے کو ملے گی۔

اس روایت کی تائید میں یسعیاہ ۴۲ کا حوالہ دیا جاتا ہے۔

(طالمود مرتبہ جوزف بارکلے باب پنجم صفحہ ۳۷ مطبوعہ لنڈن ۱۸۷۸ء)

یہ پیشگوئی مسیح ناصری کے وجود میں تو پوری نہیں ہوئی۔ کیونکہ نہ ان کا کوئی فرزند تھا نہ پوتا یسعیاہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پیشگوئی مسیح موعودؑ اور اس کے مبشر فرزند اور پوتے کے متعلق ہے جس کے متعلق زیادہ صراحت خود مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات میں ہی ہے۔

(۲)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جہاں مسیح موعودؑ کے متعلق یتزوج ویولد لہ کے الفاظ میں یہ بشارت دی ہے۔ کہ مسیح موعودؑ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق ایک شادی کریں گے اور ان کے ہاں خاص اہمیت کی حامل اولاد ہوگی اور ایک ایسا بیٹا بھی اللہ تعالیٰ عطا کرے گا۔ جو حسن و احسان میں اپنے باپ مسیح موعودؑ کا نظیر ہوگا۔ وہاں حضور نے یہ بھی خبر دی ہے کہ ابنائے فارس میں سے ایک فرد نہیں بلکہ کئی افراد دین کی خدمت کے لئے کمربستہ ہوں گے۔ اور ان کے کارنامے اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور ایمان کو ثریا کی بلندیوں سے واپس لانے کے مترادف ہونے کی وجہ سے خاص اہمیت کے حامل ہوں گے۔ (بخاری کتاب التفسیر)

اور ان کا وجود سورۃ جمعہ کی آیت وآخرین منھم لما یلحقوا بھم کے مقدس گروہ کی امانت سنبھالے گا۔

اس حدیث میں رجلٌ اور رجالٌ کے الفاظ ہیں۔ کہ ثریا سے ایمان کو واپس لانے والا ایک شخص ہوگا۔ یا کئی اشخاص اس خاندان سے کئی افراد چونکہ ایک روحانی سلسلہ کے خادم ہوں گے۔ اور ایک ہی شخص کی ذریت ہوں گے۔ اس لئے گویا وہ ایک شخص کے حکم میں ہیں۔

(بخاری کتاب التفسیر زیر تفسیر سورۃ الجمعہ)

(۳)

جس طرح طالمود میں مسیح موعود کے ساتھ اس کے بیٹے اور پوتے کی پیشگوئی موجود ہے۔ کہ وہ آسمانی بادشاہت میں اس کے خلیفہ ہوں گے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں آپ کے فرزند مصلح موعود اور پوتے کے متعلق بھی بشارات موجود ہیں۔

چنانچہ تذکرہ صفحہ ۷۴۲ بحوالہ حقیقۃ الوحی یہ الہامات ہیں

انا نبشرک بغلام مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء۔ انا نبشرک بغلام نافلۃ لک

یعنی ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جس کے ساتھ حق کا ظہور ہوگا گویا آسمان سے خدا کا نزول ہوگا۔ اور ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں۔ جو تیرا پوتا ہوگا۔"

اسی طرح حضور فرماتے ہیں:۔

بیسواں نشان یہ ہے کہ خدا نے نافلہ کے طور پر پانچویں لڑکے کا وعدہ کیا تھا جیسا کہ اسی کتاب مواہب الرحمٰن کے صفحہ ۱۳۹ میں یہ پیشگوئی لکھی ہے۔ ویبشرک بخامس فی حین من الاحیان یعنی پانچواں لڑکا ہے جو چار کے علاوہ بطور نافلہ پیدا ہونے والا تھا۔ اس کی خدا نے مجھے بشارت دی کہ وہ کسی وقت ضرور پیدا ہوگا اور اس کے بارے میں ایک اور الہام بھی ہوا کہ جو اخبار البدر اور الحکم میں مدت ہوئی کہ شائع ہو چکا اور وہ یہ ہے انا نبشرک بغلام نافلۃ لک۔ نافلۃ من عندی یعنی ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں کہ نافلہ ہوگا یعنی لڑکے کا لڑکا یہ نافلہ ہماری طرف سے ہے

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۸ ۔ ۲۱۹)

اور یہ موعود نافلہ درحقیقت پسر موعود کا ہی فرزند تھا۔ اور اسی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پانچواں بیٹا قرار دیا گیا ہے۔ اور اس پانچویں فرزند کے متعلق حضرت اقدس ؑ فرماتے ہیں:۔

خدا کی قدرتوں پر قربان جاؤں کہ جب مبارک احمد فوت ہوا ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے یہ الہام کیا۔ انا نبشرک بغلامٍ حلیم ینزل منزل المبارک۔ یعنی ایک حلیم لڑکے کی تجھے خوشخبری دیتے ہیں جو بمنزلہ مبارک احمد کے ہوگا اور اس کا قائم مقام اور شبیہ ہوگا۔ پس خدا نے نہ چاہا کہ دشمن خوش ہو۔ اس لئے اس نے وفات مبارک احمد کے ایک دوسرے لڑکے کی بشارت دے دی تا یہ سمجھا جائے کہ مبارک احمد فوت نہیں ہوا۔"

(اشتہار تبصرہ ۵ر نومبر ۱۹۰۷ء)

اور انا نبشرک بغلامٍ حلیم کا الہام ۱۶ر ستمبر ۱۹۰۷ء کو ہوا تھا۔ جبکہ صاحبزادہ مرزا مبارک احمد کی وفات ہوئی تھی۔

پھر ۱۹۰۶ء کو الہام ہوا

"آپ کے لڑکا پیدا ہوا ہے۔" (تذکرہ صفحہ ۷۴۳)

اور ۲ر ۷ر نومبر ۱۹۰۶ء کو الہام ہوا۔

"انا نبشرک بغلامٍ اسمہ یحییٰ الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل

(تذکرہ صفحہ ۷۴۳)

یعنی ہم تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے صاحبزادہ مرزا مبارک احمد کی وفات جو الہام انی اسقط من اللہ واصیبہ کے مطابق ہوئی تھی جس میں یہ خبر دی گئی تھی کہ وہ جلد فوت ہو جائے گا۔ آپ کے متعلق یہ الہام بھی ہوا تھا کہ کفیٰ ھٰذا۔ (تذکرہ صفحہ ۷۴۳)

جس کا ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے یہ کیا ہے۔ کہ

"یہ نسل یا اولاد کافی ہے اور اب اس کے بعد کوئی نرینہ اولاد نہیں ہوگی"

(صادقوں کی روشنی صفحہ ۴۷)

لیکن صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی وفات کے بعد ایک اور لڑکے کی پیدائش کے متعلق مذکورہ بالا الہامات میں جو بشارات دی گئی تھیں۔ اس سے مراد موعود نافلہ ہی تھا۔ جیسا کہ اوپر بحوالہ حقیقۃ الوحی ذکر آ چکا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس پانچویں فرزند سے مراد پوتا ہی لیا تھا اور عملاً بھی حضور کے ہاں الہام کفیٰ ھٰذا کے مطابق مرزا مبارک احمد مرحوم کے بعد کوئی نرینہ اولاد نہیں ہوئی۔

گو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مذکورہ بالا الہامات کا مصداق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے پہلے بیٹے مرزا نصیر احمد مرحوم کو قرار دیا۔ لیکن وہ کم عمری میں فوت ہو گئے اس لئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ مذکورہ بالا الہام کے مصداق نہیں تھے کیونکہ ...... نام یحییٰ ہے جس کا تشریح جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود یہ فرماتے ہیں:۔

"اس کا مطلب یہ ہے زندہ رہنے والا"

(تذکرہ صفحہ ۳۹۷)

یہ عجیب بات ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ موعود پوتا آپ کے پسر موعود مصلح موعود سے یہ مشابہت رکھتا ہے کہ جیسے لمبی عمر پانے والا مصلح موعود کی پیشگوئی کے بعد پہلے بشیر اول اور جس کے طور پر پیدا ہوئے جنہیں پسر موعود والی پیشگوئی کا مصداق سمجھا گیا۔ لیکن وہ جلد وفات پا گئے۔ اور ان کی وفات کے بعد پسر موعود کی پیشگوئی کا اصل مصداق بشیر ثانی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے بالکل اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بشیر یہ لمبی عمر پانے والے موعود پوتے کی پیشگوئی کے بعد ۱۹۰۶ء میں بشیر ثانی مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ہاں نصیر احمد مرحوم پیدا ہوا جسے مبشر یہ موعود نافلہ کا مصداق سمجھا گیا لیکن وہ بھی بشیر اول کی طرح ہی چھوٹی عمر میں وفات پا گئے۔ اور اس کے بعد لمبی عمر پانے والے موعود پوتے اور دوسرے لفظوں میں پانچویں فرزند کا حقیقی مصداق پیدا ہوا یعنی صاحبزادہ مرزا ناصر احمد جس واقعات اور قرائن اور خلافت ثالثہ کے انتخاب اور افراد جماعت کی کثیر تعداد کی رویائے صالحہ نے یہ ثابت کر دیا۔ کہ ابن خامس اور موعود نافلہ سے مراد مرزا نصیر احمد کی بجائے مرزا ناصر احمد تھے۔ جن کی ولادت باسعادت ۱۵ر نومبر ۱۹۰۹ء کو ہوئی۔ اور اب وہ ۵۷ سال کی عمر میں ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات مذکورہ کے مصداق کی جو ہم نے تعیین کی ہے۔ اس کی تصدیق آسمانی بشارت سے بھی ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صاحبزادہ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی پیدائش سے پہلے دی تھی۔ چنانچہ آپ اپنے ایک مکتوب میں جو حضور نے اپنے موعود فرزند کی پیدائش سے دو ماہ قبل یعنی ۲۶ر ستمبر ۱۹۰۹ء کو تحریر فرمایا تھا اس میں آپ لکھتے ہیں:۔

"مجھے بھی خدا تعالیٰ نے بتلا خبر دی ہے۔ کہ میں تجھے ایک ایسا لڑکا دوں گا۔ جو دین کا ناصر ہوگا۔ اور اسلام کی خدمت پر کمربستہ ہوگا"

(الفضل ۸ر اپریل ۱۹۱۵ء)

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا ایک ایمان افروز مکتوب

اس موعود پوتے کو اللہ تعالیٰ نے الہام انا نبشرک بغلام اسمہ یحییٰ میں اس بنا پر کہ وہ عمر پانے والا ہوگا یحییٰ کا نام دیا ہے۔ جیسا کہ اس کے والد ماجد کے متعلق فرمایا تھا کہ وہ لمبی عمر پانے والا ہوگا۔ اور اس نام کے رکھنے میں بعض اور حکمتیں بھی ہو سکتی ہیں۔ جو اپنے وقت پر ظاہر ہوں گی۔ واللہ اعلم۔

الہام الٰہی میں مبشر یہ پوتے کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پانچواں بیٹا قرار دیا گیا ہے۔ اور پوتے کے لئے "بیٹے" کا لفظ عام طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ حنین کے دن فرمایا:۔

انا النبی لا کذب ۔ انا ابن عبد المطلب

کہ میں نبی ہوں۔ اور یہ جھوٹ نہیں۔ اور میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔ سب جانتے ہیں کہ آنحضورؐ عبد المطلب کے پوتے تھے۔ پس پوتے پر بیٹے کا لفظ بکثرت استعمال ہوتا ہے۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے اپنے تمام پوتوں میں سے صرف حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کو ہی اپنے بیٹوں کی طرح پالا۔ اور ان کی تربیت فرمائی۔ آپ اس الہامی نام سے ہی آپ کو پکارا کرتی تھیں۔

چنانچہ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے میرے استفسار پر جو جواب دیا وہ درج ذیل ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جواب قارئین کے ازدیاد ایمان کا باعث ہوگا۔ آپ تحریر فرماتی ہیں:۔

برادرم مکرم سلمک اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا . . . . . . یہ درست ہے کہ حضرت اماں جانؓ ناصر احمد کو بچپن میں اکثر یحییٰ کہا کرتی اور فرماتی تھیں۔ کہ یہ میرا مبارک ہے یحییٰ ہے جو مجھے بدلہ میں مبارک کے ملا ہے۔

مبارک احمد کی وفات کے بعد کے الفاظ بھی شاہد ہیں ایک بار میرے سامنے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت اماں جانؓ سے بڑے زور سے اور بہت یقین دلانے والے الفاظ میں فرمایا تھا کہ

"تم کو مبارک کا بدلہ بہت جلد ملے گا۔ بیٹے کی صورت میں یا نافلہ کی صورت میں۔"

مجھے مبارک احمد کی وفات کے تین روز

بعد ہی خواب آیا کہ مبارک احمد تیز تیز قدموں سے چلا آ رہا ہے۔ اور دونوں ہاتھوں پر ایک بچہ اٹھائے ہوئے ہے اس نے آکر میری گود میں وہ بچہ ڈال دیا جو لڑکا ہے۔ اور کہا ہے کہ "لو آپا یہ میرا بدلہ ہے۔" (یہ فقرہ وہی ہے جیسا کہ آپؑ نے فرمایا تھا) میں نے جب یہ خواب صبح حضرت اقدسؑ کو سنایا تو آپ بہت خوش ہوئے مجھے یاد ہے آپ کا چہرہ مبارک مسرت سے چمک رہا تھا۔ اور فرمایا تھا کہ "بہت مبارک خواب ہے۔" آپ کی بشارتوں اور آپ کے کہنے کی وجہ تھی کہ ناصر احمد سلمہٗ اللہ تعالےٰ کو اماں جان رضؓ نے اپنا بیٹا بنا لیا تھا۔ اماں جان رضؓ کے ہی ہاتھوں میں اُن کی پرورش ہوئی شادی بیاہ بھی انہوں نے کیا۔ کوٹھی بھی بنا کر دی (المنصورت) تمام پاس رہنے والے جو زندہ ہوں گے اب بھی شاہد ہوں گے کہ حضرت اماں جان رضؓ ناصر کو مبارک سمجھ کر اپنا بیٹا ظاہر کرتی تھیں۔ اور کہا کرتی تھیں یہ تو میرا مبارک ہے۔ عائشہ والدہ نذیر احمد جس کو حضرت اماں جان رضؓ نے پرورش کیا اور آخر تک ان کی خدمت میں رہی یہ بھی ذکر اکثر کیا کرتی ہے کہ اماں جان تو میاں ناصر احمد کو اپنا مبارک ہی کہا کرتی تھیں کہ یہ تو میرا مبارک مجھے ملا ہے ...... کئی سال ہوئے میں بہت بیمار ہوئی تو میں نے ایک کاپی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض باتیں جو جو یاد تھیں لکھی تھیں۔ ان میں بھی یہ روایت اور اپنا خواب میں نے لکھا تھا۔ وہ کاپی میرے پاس رکھی ہوئی ہے۔

والسلام

مبارکہ

الہام انا نبشرک بغلامٍ اسمہٗ یحییٰ کے ساتھ ہی الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل کے الفاظ بھی الہام ہوئے جس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں اس الہام میں اس امر کی طرف بھی اشارہ ہو کہ جو گروہ یا حکام اور ملکتیں اصحاب الفیل کی طرح اس موعود فرزند اور اس کی جماعت کی مخالفت کریں گی۔ اور اسکے ناکام بنانے کے لئے منصوبے سوچیں گی اور تدبیریں اختیار کریں گی۔ اللہ نے ان مخالف طاقتوں کو اصحاب فیل کی طرح ناکام و نامراد کرے گا۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اپنی آخری جلسہ سالانہ ۱۹۵۶ء کی تقریر میں بطور بشارت فرمایا تھا۔ "میں ایسے شخص کو جس کو خدا تعالیٰ خلیفہ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر کھڑا ہو گا تو اگر دنیا کی کل حکومتیں بھی اس سے ٹکر لیں گی تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔"

عید الفطر کی مبارک تقریب پر جماعت احمدیہ کی طرف سے معززین کی دعوت

(بقیہ صفحہ اوّل)

کی جس میں آپ نے فرمایا:

میرے دوستو! مجھے اس امر پر نہایت ہی فخر حاصل ہے کہ مجھے اپنے کالج کی طرف سے اور باقی مہمانوں کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ میں اس مبارک تہوار کے موقعہ پر جماعت احمدیہ کی اس تقریب میں شامل ہوں اور احمدیہ کو مبارکباد دوں۔ اور کہا کہ روزہ سے مراد صرف کھانا پینا چھوڑ دینا نہیں بلکہ اپنے دل کو خود غرضی اور برے خیالات سے خالی کرنا مراد ہے جب انسان اس پر عمل کر لیتا ہے تو وہ ایک الٰہی صفت کو اپنے اندر جگہ دیتا ہے اور خدا کی صفات کو اپنے اندر ڈھال لینے کے نتیجہ میں وہ انسانوں سے ہمدردی کرنے کی توفیق پاتا ہے۔ کیونکہ خدا بھی انسانوں سے محبت کرتا ہے۔

تقریر سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ ایم۔ ایل۔ اے

دوسرے نمبر پر مکرم سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ ایم۔ ایل۔ اے نے تقریر کی جس میں آپ نے کہا۔

آج ہمارے لئے یہ بہت خوشی کا دن ہے کہ ہمارے احمدی بھائی اور قادیان اور قادیان کے مضافات کے درجنوں معززین اور جناب کالیہ صاحب ایس۔ پی گورداسپور یہاں عید کی خوشی منانے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔

میرا تعلق جماعت احمدیہ کے ساتھ تقسیم ملک سے بہت پہلے کا ہے اور میں اس جماعت کے بلند اخلاق کا ذاتی طور پر تجربہ رکھتا اور قدر کرتا ہوں۔ تقسیم ملک کے پُر آشوب زمانہ میں جبکہ ہندو مسلمان کے درمیان مذہبی جنون پیدا ہوا۔ اور بغیر کسی تعصب کے ایک مذہب والے نے دوسرے مذہب والے کا کشت و خون کرنے لگے۔ تو اس زمانہ میں بھی اس جماعت نے انسانی ہمدردی کا بہترین نمونہ پیش کیا۔ میں سرگودہا کے علاقہ سے آیا جہاں جہاں ہندو اور سکھ صرف دو فیصدی تھے۔ ایک مرتبہ کچھ لٹیروں نے ہمارے گھروں پر حملہ کر دیا تو ان کا مقابلہ کرتے ہوئے کچھ لٹیرے میرے ہاتھ سے قتل ہو گئے میرے والد صاحب کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس موقعہ پر جماعت احمدیہ کے لوگوں نے یہ سٹینڈ لیا تھا کہ قانونی پہلو سے یہ کوئی قتل نہیں بلکہ لٹیروں کو مارا گیا ہے جو کوئی جرم نہیں ہے۔ اس وقت قافلے ہندوستان آ رہے تھے۔ میں ایک قافلہ میں چلا آیا اور ایک احمدی بھائی کو چار سو روپیہ دے آیا کہ میرے والد صاحب کا مقدمہ لڑ کر انہیں چھڑا لائیں۔ اگر مزید خرچ ہو گا تو میں ہندوستان سے بھجوا دوں گا۔ لیکن اس احمدی بھائی کو اس مقدمہ پر کوئی خرچ کرنے کی نوبت ہی نہ آئی۔ اور میرے والد صاحب رہا ہو کر آ گئے۔ اس احمدی بھائی نے ایمانداری کا یہ نمونہ دکھایا کہ ۴۰۰ چار سو روپیہ بلکہ ہمارا سارا سامان بھی یہاں بھجوا دیا۔ یہ اس زمانہ کی بات ہے جب انسانیت مفقود ہو چکی تھی۔

تقسیم ملک کے بعد بھائیاں احمدیوں کے قریب رہتے ہوئے اور ان کے ساتھ تعلقات رکھتے ہوئے ۱۹ سال گذر رہے ہیں۔ ہم نے ان احمدیوں میں جو کچھ دیکھا ہے وہ یہی ہے کہ یہ مذہب کے پابند ہیں۔ اور خدا کا خوف دل میں رکھتے ہیں اور حکومت کے ساتھ پوری اطاعت اور کامل وفاداری اور تعاون کے جذبات رکھتے ہیں۔ ان لوگوں کا کام اور مشن یہی ہے کہ خدا کے ساتھ گہرا تعلق قائم کیا جائے یہ لوگ کسی مذہب اور فرقہ سے کینہ اور دشمنی نہیں رکھتے۔ ہمارا ملک سیکولرازم میں یقین رکھتا ہے اور ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ ہمارا یہ شہر سیکولرازم کی نشانی ہے۔ اور ہمارا فرض ہے کہ ہم ان لوگوں کے ساتھ محبت اور ہمدردی کے ساتھ رہیں۔

میں احمدی بھائیوں کے اس مبارک تہوار کے موقعہ پر ان کی خوشی میں خود کو شریک پاتا ہوں اور تمام شہر نواسیوں کی طرف سے ان کو مبارکباد کہتا ہوں۔ ہمارے ضلع کے ایس۔ پی جناب کالیہ صاحب جن کے عہد میں اس ضلع نے بہت امن اور آرام پایا ہے۔ اور حسن کارکردگی کا بہت اعلیٰ نمونہ پیش کیا ہے۔ وہ بھی اس خوشی میں شریک ہیں

بعدہٗ سردار گوربچن سنگھ صاحب باجوہ نے بھی اپنی مختصر تقریر میں عید کی مبارکباد دیتے ہوئے کہا۔ میرا تجربہ ہے کہ یہ سب احمدی لوگ اچھے دوست ہیں۔ انسان دوست بھی ہیں اور خدا دوست بھی۔

صدارتی تقریر

اس کے بعد صدر جلسہ جناب کالیہ صاحب ایس۔ پی گورداسپور نے تقریر کی اور فرمایا۔ میں تو صرف احمدی بھائیوں کی اس خوشی کی تقریب میں شمولیت کے لئے آیا تھا کسی تقریر کا پروگرام نہ تھا جناب مرزا صاحب نے تقریر سے پہلے مگر جامع الفاظ میں بہت ہی بلند پایہ اور علمی خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ ان کے مطابق میں بھی چند الفاظ کہوں گا۔

آپ نے کہا۔ "مذہب یا مذہب سے عقیدت آجکل کے مادیت کے زمانہ میں بہت ہی ضروری اور اہم ہے۔ کیونکہ جب کہ پرانے زمانہ میں رواج تھا لوگ بحری جہازوں کا توازن برقرار رکھنے کے لئے ان میں پتھر رکھ دیا کرتے تھے۔ تاکہ جہاز بحری امواج کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنا توازن ٹھیک رکھ سکے۔ اسی طرح آج کے زمانہ میں جبکہ مادی طوفان برپا ہے۔ اور مادیت کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ اور دنیا کی اکثریت روحانی اور اخلاقی قدروں کو بھولتی جا رہی ہے۔ یہ بہت ضروری ہو گیا ہے کہ زندگی کے اس جہاز کو سہارا دینے کے لئے اور اس کا توازن برقرار رکھنے کے لئے مذہب کا بوجھ اس پر ڈالا جائے گا۔ ورنہ مادیت کے سیلاب کی طوفانی موجیں اسے غرق کر دیں گی۔ بعض لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ مذہب کوئی چیز نہیں دراصل اُن کی دماغی حالت درست نہیں ہوتی۔ اس وقت ہم ایک ایسے ماحول میں بیٹھے ہوئے ہیں جہاں مذہب سے عقیدت اور ایشور سے دشواش کی فضا موجود ہے۔ اور یہ چیزیں ایسی ہیں جو ہمیں سہارا دیتی ہیں۔ اور ہم مادیت کے سمندر میں غرق نہیں ہونے پاتے۔

آپ نے کہا۔ درحقیقت مذہب ہی ایسی طاقت ہے جو مادیت کے نقصانات سے دُنیا کو بچا سکتا ہے اور خوش قسمتی سے ہمارے ملک میں سیکولرازم کی وجہ سے مذہب پر عمل کرنا ہر شخص کے لئے بہت آسان ہے لیکن ہر شخص کو چاہیئے کہ وہ روحانی قدروں کو اپنائے۔

آخر میں آپ نے کہا میں جماعت احمدیہ کے اخلاق اور اصولوں سے پہلے بھی واقف تھا۔ لیکن جب گورداسپور کے ضلع میں تعیناتی کی وجہ سے میں نے قادیان کے احمدیوں کو اور قریب سے دیکھا ہے۔ میں ان کی قدر کرتا ہوں اور ان سب کو اس خوشی کے موقعہ پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی اختتامی تقریر

تقریب کے اختتام پر حضرت صاحبزادہ صاحب نے فرمایا:۔

میں ایک دفعہ پھر اپنے تمام دوستوں اور بزرگوں کا اور قادیان کے اردگرد کے دیہات سے تشریف لانے والے نمبرداروں اور پنچوں اور سرپنچوں کا اور بٹالہ سے تشریف لانے والے معززین اور اپنے سکھ بھائیوں کا بھی اور جناب کالیہ صاحب ایس۔ پی گورداسپور کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ سب نے تشریف لا کر ہماری خوشی میں اضافہ کیا۔

گورداسپور کے ڈی سی صاحب جناب سردار جوگندر سنگھ صاحب جو بڑے با اخلاق اور باہمت انسان ہیں وہ بھی آج یہاں تشریف لانے والے تھے لیکن ایک مجبوری کی وجہ سے انہیں رکنا پڑا۔ اور صرف کالیہ صاحب ہی تشریف لا سکے۔ کالیہ صاحب کے بارہ میں ہم نے طلبا تجربہ کر کے دیکھا ہے کہ ان کے اندر دیانتداری اور ہمدردی کے جذبات ہیں اور ہمارے ساتھ ان کے اچھے مراسم ہیں۔ گو یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل ہے ہم اپنے دل میں ہمارے لئے محبت ہے اور انہوں نے ہر موقعہ پر ہمدردانہ

بائیبل اور عیسائی اقوام کے غلبہ کی حقیقت

از مکرم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی

ہمیں ایک عیسائی دوست نے ایک ٹریکٹ دیا ہے جس کا عنوان "موجودہ سچائی" ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ "آج تمام قومیں بائیبل ماننے والی قوموں کے آگے سر تسلیم خم کرتی ہیں۔ کیا یہ معجزہ نہیں؟" اس مضمون میں ہم ان کے اس زعمی معجزہ کی حقیقت ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ اور وہ بھی اپنے پاس سے نہیں بلکہ ان کے ہی بھائی بندوں کے اقوال و خیالات کے ذریعہ سے۔ اور یہ دکھلانا چاہتے ہیں کہ بائیبل کو ماننے والی اقوام کی آج اخلاقی حالت کیسی ہے ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ خود دیکھنے والوں کا اپنا دیوالیہ نکل چکا ہے

حقیقت یہ ہے کہ بائیبل سے تعلق رکھنے والی اقوام جن کے متعلق یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ باقی اقوام ان کے آگے سر تسلیم خم کرتی ہیں۔ خود اپنے آپ کو ان کا محتاج خیال کرتی ہیں۔ اور اپنی احتیاج کو پورا کرنے کے لئے رات دن سر توڑ کوشش کرتی رہتی ہے ان کا ہر وقت سیاسی جوڑ توڑ کے لئے کوشاں اور پریشان رہنا بتاتا ہے کہ وہ خود دوسری قوموں کی کس قدر محتاج ہیں، نہ صرف سیاسی لحاظ سے بلکہ ضروریات زندگی کے بیشتر چیزوں کے لئے وہ ان کی دست نگر ہیں۔ اور طرح طرح کے حیلوں سے کام لے کر ان کو جال میں پھنسا کر اپنی جوع البقری کے لئے سامان مہیا کرتی ہیں۔

نہ صرف اسی قدر بلکہ وہ ان کو طرح طرح کے مکروں کے ذریعہ سے اپنے ظلموں کا تختہ مشق بھی بنائے ہوئے ہیں۔ جس کا بین ثبوت یہ ہے کہ وہ دوسری قومیں آئے دن ان کے ظالمانہ چنگل سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے اپنی جان و مال عزت و آبرو اور ہر پیاری چیز کو قربان کرنے کے لئے میدان میں نکل آتی ہیں۔ چنانچہ اب تک کئی ممالک ان کے جال اور پھندے سے چھٹکارا حاصل کر کے امن و چین کا سانس لینے لگے ہیں۔ پچھلے دنوں الجزائر نے لاکھوں انسانوں اور اپنی جائدادوں کی قربانی بازی لگا کر فرانس کے آہنی پنجہ سے چھٹکارا حاصل کیا کیونکہ ان کے آگے سر تسلیم خم کرنے کی حقیقت الم نشرح کر دی ہے۔ کیا ان کا ان کے استبداد سے نجات پانا عیسائیوں کے اس فرضی "معجزہ" کی دھجیاں فضائے آسمانی میں نہیں بکھیر چکا۔

یہ معجزہ تو صرف اسی صورت میں قرار دیا جا سکتا تھا کہ دوسری اقوام اپنی خوشی سے اپنے آپ کو ان کے حوالے کر دیتیں لیکن یہاں تو معاملہ بالکل ہی اس کے برعکس ہے۔ جس قدر دوسری قومیں ان کے قبضہ و تصرف میں موجود ہیں وہ سب کی سب ان سے نالاں اور سخت بیزار ہیں۔ اور ان سے آزادی حاصل کرنے کے لئے بے تاب و بے قرار ہیں۔ اور وہ وقت دور نہیں جبکہ وہ بھی ان کے قبضہ سے نکل کر آزادی کا منہ دیکھیں گی اور خدا کا شکر بجا لائیں گی۔

بہرحال دیگر اقوام کا ان سے آزادی حاصل کرنا اس معجزہ کی حقیقت سے پردہ اٹھا رہا ہے۔ اور ایک وقت آئے گا جبکہ پوری طرح اس معجزہ کا پردہ چاک ہو جائے گا۔ اور عیسائی اقوام ان کا منہ دیکھتی رہ جائیں گی بلکہ وقت نزدیک ہے جبکہ دوسری قوم کا شکار ہو کر اس کی آغوش میں آ کر اس کی آنکھیں کھلیں گی

اب ہم ان کے ہی ہم خیال بھائیوں کی تحریروں سے ان کے اس زعمی معجزہ کی حقیقت بتا کر دکھانا چاہتے ہیں کہ یہ امر اسباب کا قطعاً ثبوت نہیں کہ بائیبل دنیا کی حقیقی سچائی ہے اور نہ ہی ان اقوام کا تصرف اس کی سچائی کی دلیل ہے۔

واچ ٹاور بائیبل اور ٹریکٹ سوسائٹی آف نیو یارک امریکہ کے کتابچہ "نئی دنیا کا یقین کرنے کی بنیاد" کے صفحہ پر مذکور خیال کی تردید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

"مغرب نے مشرق کے مقابلہ میں اپنے تعلیمی پروگرام اور علم و حکمت کے ہنر اور صنعتی لیاقت سے آج تک دنیا کے کاروبار پر اس کے تعمیری کاموں پر بہت قبضہ جمائے رکھا ہے۔ لیکن کیا اس نے تمام بنی آدم کی بہتری اور بہبودی کے لئے ایسا کیا ہے؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ ظلم و تشدد مغرب سے آیا ہے۔ اور فاتح حکومتوں کی حیثیت سے دور دراز ممالک کے غیر ترقی یافتہ لوگوں پر قبضہ جما لیا ہے۔ کیا علم و حکمت کو خالص طور پر لڑائی کو زیادہ تباہ کن بنانے کے لئے استعمال نہیں کیا گیا ہے؟ کیا اس بیسویں صدی کی عالمگیر لڑائیاں مغرب سے نہیں اٹھی ہیں؟ ذہنی تہذیب اور سائنسی اور علمیت سے آراستہ ہوتے ہوئے کیا مغرب تمام بنی آدم کی بہتری کے لئے ایک قوت ثابت ہوئی۔ یقیناً ان وجوہات کے باعث اس کی نیکی کرنے کی طاقت بڑی ہے لیکن اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ انہیں وجوہات کے باعث اس کی بدی کرنے کی طاقت بھی بڑی ہے۔ ایمانداری اس بات کا اعتراف کرنے پر مجبور کرتی ہے کہ اکثر بدی کی طاقت نیکی کی قابلیت پر غالب رہی ہے کیوں؟ جب مشرقی قوموں کے اپنے لوگوں نے ان کی حکومتوں کو سنبھالا تھا تو اس وقت جس قدر حمایت کی وہ توقع کرتے تھے وہ انہیں حاصل نہ ہوئی یہ اکثر ہوتا ہے کہ اقتدار حاصل کرنے کے بعد لوگ اپنے طمع اور شہرت کا شکار ہو جاتے ہیں اور عوام کی بہتری کو نظر انداز کر دیتے ہیں" (صفحہ ۴)

آجکل وہ قومیں جو مسیحی ہونے کا دعویٰ کرتی ہیں اپنے مفاد کے لئے اپنے اصولوں کو توڑتی ہیں۔ وہ قومیں جو آزادی کی حامی ہیں ہو سکتا ہے کہ سیاسی ترقی کے لئے غیر ملکی جابر حکومت کی حمایت کریں۔ جو لوگوں کی پیٹھ پر سواری کئے بیٹھی ہے یا ہو سکتا ہے کہ سیاسی طرفداری کے لئے وہ بدنیت قومی حکومت کا ساتھ دیں جسے عوام کے گروہ کے گروہ بدلنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ مداخلت کرنے والی قوم ذاتی فائدے کو حاصل کرنے کے لئے اپنے اصولوں کو توڑتی ہوئی ظلم ڈھانے والوں کے اقتدار کو برقرار رکھے۔ لیکن ایسی قوم عوام کی نفرت کا باعث بنے گی۔ اور اپنے آپ کو ریاکار ثابت کرے گی ایسا کرنے والوں کا یہ صرف دعویٰ ہی ہے کہ وہ بائیبل کی ہدایت سے چلتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ اپنے ذاتی فائدہ حاصل کرنے کی راہ پر چلتے ہیں" (صفحہ ۱۲)

اسی طرح لکھا ہے کہ بائیبل اسباب کی بھی حامی نہیں کہ زمین پر امن پیدا کرنے کے لئے فوجی طاقت یا مشترکہ جنگجوؤں سے کام لیا جائے بائیبل کے یسعیاہ نبی کے دنوں میں سامان جنگ رتھوں اور گھوڑوں اور سواروں میں مشتمل تھا۔ اور اس نے ان پر افسوس کا اظہار کیا تھا کہ جو "رتھوں پر بھروسہ رکھتے ہیں اس لئے کہ وہ بہت ہیں اور سواروں پر اس لئے کہ وہ بہت زورآور ہیں" ہیں۔ کے بعد وہ یہ اعلان کرتا ہے کہ "یہوواہ خدا کا قہر تمام قوموں پر اور اس کا غضب ان کی سب فوجوں پر" (یسعیاہ ۳۴:۲)

.... کیا مذکورہ بالا سے یہ صاف ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ لوگ اور قومیں جو بائیبل کی پیروی کرنے کا دعویٰ کرتی ہیں بائیبل انہیں کو سزاوار ٹھیراتی ہے"۔ (صفحہ ۱۳)

علاوہ ازیں کتابچہ "دیکھو میں سب چیزوں کو نیا بنا رہا ہوں" (صفحہ ۱۲) میں لکھا ہے کہ

"حقیقت تو یہ ہے کہ مسیحی دنیا کی قومیں بائیبل کی مسیحیت سے اتنی ہی دور ہٹ گئی ہیں جتنا قطب شمالی قطب جنوبی سے دور ہے"۔

.... وہ ہتھیار بندی کی دوڑ میں الجھی ہوئی ہیں ان کا یہ دعویٰ ..... کہ وہ بائیبل پر چلنے والے مسیحی ہیں بالکل جھوٹا ہے۔ خدا کی مرضی پر نہ چلنے کے سبب سے خدائی قہر ان کا منتظر ہے"۔

(صفحہ ۱۸)

اس سے بائیبل ماننے والی قوموں اور ان کے غلبہ و تصرف کی اصل حقیقت ظاہر ہے۔ یہ تصرف سراسر ناجائز اور ظالمانہ ہے۔ اور جلد ہی ختم ہونے کو ہے۔ یہ کسی صورت میں "معجزہ" یا بائیبل کی صداقت کا ثبوت نہیں ہو سکتا۔ بالخصوص جبکہ بائیبل کی تعلیم کے سراسر مخالف ہے۔ پھر پہلے کتابچہ کے صفحہ ۱۶ پر لکھا ہے کہ "یقیناً وہ لوگ جو بائیبل کے دوستوں کی حیثیت سے ڈھکونسلہ اختیار کرتے ہیں۔ مگر اس کے برعکس چلتے ہیں وہ اس کے سب سے بڑے دشمن ہیں ان کی ریاکاریوں نے اہل مغرب کو لاکھوں کی تعداد میں بائیبل سے متنفر کر دیا ہے اور ان کے بڑے تعاون نے اہل مشرق کو لاکھوں کی تعداد میں بائیبل سے متعصب کر دیا ہے"۔

پس ان مسیحی اقوام کا غلبہ و تصرف نہ تو بائیبل کی صداقت کا ثبوت ہے اور نہ "معجزہ" ہے۔ یہ غلبہ تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی جابر ظالم کسی کمزور پر غلبہ حاصل کر کے اسے اپنا معجزہ قرار دے۔ اور پھر اگر یہ معجزہ ہی ہے تو یہ معجزہ آج ٹوٹ کیوں رہا ہے اور مغلوب قومیں ان کے پنجہ سے کیوں نکلتی جا رہی ہیں۔ اور اپنی گردنوں سے ان کے جوئے کو کیوں اتار کر پھینک رہی اور اس ادعا کو باطل ثابت کر رہی ہیں۔

خاکسار محمد ابراہیم
قادیانی ۲۸/۱/۶۸

موجودہ مالی سال کی آخری سہ ماہی اور عہدیداران جماعت کا فرض

موجودہ مالی سال کے نو ماہ گزر نے کو ہیں اور اس سال کی آخری سہ ماہی شروع ہونے والی ہے۔ جملہ جماعتوں کے نسبتی بجٹ بقایا اور وصولی کے متعلق نظارت ہذا کی طرف سے سیکرٹریانِ مال کی خدمت میں اعداد و شمار بھجواتے ہوئے تحریک کی جا چکی ہے کہ وہ وصولی چندہ کی کمی کی طرف فوری توجہ کرکے اُسے پورا کرنے کی کوشش کریں۔ اور جن احبابِ جماعت کے ذمہ بقایا ہے اُن سے وصول کرکے مرکز میں ارسال کریں۔ اب چندہ جات کی وصولی کے لئے غیر معمولی کوشش اور جد و جہد درکار ہے۔ کیونکہ ابھی تک بہت سی جماعتوں کا بجٹ لازمی چندہ جات پورا نہیں ہوا۔ جماعتوں میں اعلیٰ اخلاص اور قربانی کی روح پیدا کرنے میں مقامی عہدیداران کا بھی بہت دخل ہے اگر عہدیداران کرام خود اپنا نمونہ پیش کریں اور موثر رنگ میں دوستوں کو بار بار تحریک کرتے رہیں۔ تو خدا تعالیٰ کے فضل سے چندہ جات کی پوزیشن کافی بہتر ہو سکتی ہے پس جن عہدیداران نے سال کے دوران میں پوری کوشش نہیں فرمائی ان کو اب اس کی تلافی کرنی چاہیئے۔ تاکہ کماحقہٗ ادائیگی فریضہ کرکے وہ عند اللہ ماجور ہوں اور اُس کے فضلوں کے وارث بن سکیں۔

بجٹ کو پورا کرنے کے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مندرجہ ذیل ارشادات احباب جماعت و عہدیداران کرام کی آگاہی و یاد دہانی کے لئے تحریر کئے جاتے ہیں۔ حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا تھا:-

"میں ایسے چندے کا قائل نہیں کہ وعدہ تو لکھوا دیا اور پھر خط و کتابت ہو رہی ہے یاد دہانی کروائی جا رہی ہے اخباروں میں اعلانات ہو رہے ہیں اور وعدہ کرنے والا پھر بھی خاموش بیٹھا ہے۔"

نیز فرمایا۔ "میں اُن دوستوں کو جن کے ذمہ بقائے ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے بقائے جلد ادا کریں۔ ...... وہ مجھے یہ بات یاد نہ دلائیں کہ اس وقت مشکلات بہت زیادہ ہیں یہ بات ہر شخص کو معلوم ہے"۔

پھر فرمایا۔ "جیسا کہ میں نے دوستوں سے کہا تھا کہ اب وقت آگیا ہے کہ جماعت اپنے زبانی دعووں کے الفاظ کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرے اور جماعت کے تمام دوست تن من دھن سے اسلام کی تقویت کیلئے زور لگا نا شروع کر دیں"۔

حضور کے مندرجہ بالا ارشادات سے واضح ہے کہ حضورؓ ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی تاکید فرماتے ہوئے یہ توقع رکھتے تھے کہ احبابِ جماعت باوجود اپنی ذاتی اور ... مجبوریوں ... کے تمام دوست اس نکتہ کو صحیح طور پر سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہوں ... یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے احباب کی ذاتی اور خانگی مشکلات کو بھی اپنے فضل سے ... دور فرما سکتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ... مالی قربانی کے میدان میں اپنا قدم اور آگے بڑھائیں۔ بالآخر عہدیداران کرام اور مبلغین حضرات کی خدمت میں التجا ہے کہ وہ جماعت کے افراد پر اُن کی ذمہ داری واضح کرتے ہوئے سہ ماہی چندوں کی وصولی میں پورا پورا تعاون فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ تمام احباب جماعت کا ساتھ ہو اور ہم سب کو خدمتِ دین کی نعمتِ عظمیٰ سے نوازے آمین۔ (ناظر بیت المال قادیان)

آپ کا چندہ ۲۸-۱۱-۶۵ و ۲۸-۱۲-۶۵ سے ختم ہے

خریداری نمبر	نام
۱۰۰۳	مکرم محمد امام صاحب اودے پور کٹیا
۱۰۰۷	" شمس الدین صاحب کلکتہ
۱۰۰۳	" محمد نعیم صاحب بہار
۱۰۱۱	" محمد عبد الغنی صاحب جینت کنٹہ
۱۰۲۸	" محمد سعدی اللہ صاحب احمدی چنڈرتی
۱۰۴۴	" عبد الرحمٰن صاحب محبد روابی
	" ایم ظفر الاسلام صاحب بمبئی
۱۰۵۱	" شیخ طاہر الدین صاحب کیرنگ
۱۰۷۴	مکرمہ محمودہ خاتون صاحبہ کیرنگ
۱۰۸۷	مکرم ڈاکٹر حافظ عبد الشکور صاحب مدراس
۱۱۰	" حکیم محمد رمضان صاحب تلاکوہ
۱۱۳۲	" سید داؤد احمد صاحب مظفرپور بہار
۱۱۴۲	" محمد حنیف صاحب سہارنپور
۱۱۸۹	" بابو محمد یوسف صاحب جموں
۱۱۹۵	" محمد عاشق حسین صاحب خانپور ملکی
۱۲۱۱	" عبد الواحد صاحب آسنور
۱۲۳۳	" منشی نصیر الدین صاحب چک ڈسنہ
۱۲۶۷	" محمد خلیل صاحب نسیم باغ حضرت بل سرینگر
۱۲۸۰	" فضل احمد صاحب ڈھاکہ
۱۳۷۰	" محمد عبد اللہ صاحب رشی نگر
۱۳۹۰	" شمیم احمد صاحب کلکتہ
۱۳۹۳	مکرمہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ کٹک
۱۳۹۶	مکرم ایس۔ ایم سرور صاحب کھو بنیشور
۱۴۰۸	مکرمہ سیکرٹری صاحبہ لجنہ اماء اللہ بنگلور
۱۴۱۰	مکرم شیخ محمد ارم صاحب وڈمان
۱۴۱۷	" عبد السلام صاحب یادگیر
۱۴۲۴	" اے سلام صاحب مونگھیر
۱۴۱	" یونس خاں صاحب کٹک
۱۴۴۶	گرینڈ شوز سٹور نگینہ
۱۴۴۶	مکرم ایم محمد ایوب صاحب ریٹائرڈ اے۔ ڈی۔ ایم۔
۱۶۹۳	مکرمہ ہاجری صاحبہ رشید الدین صاحب حیدرآباد
۱۶۳۶	" محمد عنایت اللہ صاحب ماما ریڈی
۱۷۸۶	" سید منور احمد صاحب کالاکوٹے
۱۴۴	" عبد السلام صاحب احمدی سکر یادگیر
۱۴۷۵	" بی۔ ایچ اسمٰعیل صاحب مرکرہ
۱۴۸۰	" ایم۔ ایس حسین صاحب ظہیر آباد
۱۴۸۷	" محمد مبارک احمد صاحب پلیڈر شوری پور
۱۴۸۸	" محمد معین الدین صاحب محبوب نگر
۱۵۶۴	" سید منور علی صاحب ڈھاکہ
۱۵۵۶	" محمد عبد المجید صاحب عثمان آباد
۱۷۰۸	" ایس زیڈ ایم احمد صاحب سون پور
۱۷۱۰	" ایس۔ ایم احمد صاحب مظفرپور
۱۷۱۳	" مولوی کمال الدین صاحب مدراس

مہربانی فرما کر مندرجہ بالا خریداران بدر اپنی اولین فرصت میں جلدی ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔

(مینجر بدر)

خبریں

نئی دہلی ۲۴ جنوری۔ شریمتی اندرا گاندھی نے بھارت کی پردھان منتری کے طور پر اپنے عہدہ کا حلف آج دوپہر ۲ بجکر ۵ امنٹ پر لے لیا۔ حلف لینے کی رسم راشٹرپتی بھون کے تاریخی اشوک ہال میں ادا کی گئی۔ حلف راشٹرپتی ڈاکٹر رادھا کرشنن نے دلایا۔ حلف دلانے کی رسم کے وقت مرکزی کیبنٹ کے دوسرے وزیر اور ممتاز شخصیتیں موجود تھیں ان میں صدر کانگرس شری کامراج شریمتی وجے لکشمی پنڈت۔ شریمتی کرشنا ہتی سنگھ اور شری کرشنا مینن بھی شامل تھے۔ ۴۸ سالہ شریمتی اندرا گاندھی دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت یعنی ہندوستان کی پہلی مہلا پردھان منتری ہیں۔ شریمتی اندرا گاندھی جنہوں نے موتیا رنگ کی ساڑھی پہن رکھی تھی اور ماتھے پر سپید در کا ٹیکا لگایا ہوا تھا بارہ بجے سے کچھ ہی دیر بعد اشوک ہال میں داخل ہوئیں۔ حلف لینے کی رسم سے چند منٹ پہلے شریمتی اندرا گاندھی، شریمتی وجے لکشمی پنڈت اور شریمتی ہتی سنگھ جوان کی پھوپھی ہیں کے ساتھ بغلگیر ہوئیں۔ شریمتی اندرا گاندھی ایک بڑے میز پر راشٹرپتی کے دائیں طرف بیٹھی ہوئی تھیں اور ان کے بائیں طرف شری گلزاری لال نندہ بیٹھے تھے۔ دوسری نشستوں پر دوسرے وزیر بیٹھے تھے۔ حلف لینے کی رسم کے وقت ٹیلی ویژن اور نیوز ریل کیمرہ مین بھی موجود تھے۔

شریمتی اندرا گاندھی کے حلف لینے کے بعد شری گلزاری لال نندہ اور چھ دوسرے وزیروں شری وائی۔ بی چوان۔ شری جی ایس پاٹھک۔ شری ایس۔ کے پاٹل۔ شری این سنجیوا ریڈی شری ستیہ نارائن سنہا اور شری سبرامنیم نے ایک گروپ کے طور پر حلف لیا۔ اس کے بعد سات دوسرے وزیروں کے ایک گروپ نے حلف لیا۔ ان میں شری ایم سی چھاگلہ۔ شری سچین چودھری۔ شری اشوک مہتہ۔ شری جگجیون رام۔ شری۔ ڈی سنجیوایا۔ شری منوبھائی شاہ اور سردار سورن سنگھ شامل تھے۔ آٹھ وزیروں نے پرماتما کے نام پر حلف لیا۔ ان کے نام یہ ہیں۔ شری نندہ شری پاٹل۔ شری سبرامنیم شری ستیہ نارائن سنہا۔ شری ڈی سنجیویا۔ شری پاٹھک اور شری منوبھائی۔ باقی وزیروں نے حلف لیتے ہوئے پرماتما کا نام لیا۔ وزیروں کے بعد راجیہ منتریوں نے اور پھر اُپ منتریوں نے حلف لیا حلف لینے کی رسم ۵۰ منٹ میں ختم ہوئی۔

جنیوا۔ ۲۴ جنوری۔ آج صبح ایئر انڈیا انٹرنیشنل کا جیٹ جہاز جس میں بھارت کے اٹیمی شکتی کمیشن کے چیئرمین اور عالمی شہرت کے سائنسدان ڈاکٹر ایچ جے بھابا سمیت ۱۱۴ اشخاص سوار تھے کوہ الپس میں مونٹ بلانک علاقہ میں گر کر تباہ ہو گیا۔ موصول شدہ ابتدائی خبروں کے مطابق جہاز میں سوار تمام کے تمام افراد ہلاک ہو گئے ہیں۔ بدقسمت جہاز کل رات ۱۰½ بجے بمبئی سے جنیوا۔ لندن کے راستہ نیویارک کے لئے روانہ ہوا تھا۔ حادثہ سے پہلے ہوائی جہاز کے ہوا باز نے کنٹرول روم کو جو آخری پیغام بھیجا اس میں بتایا کہ وہ جہاز نیچے لا رہا ہے۔ اس کے بعد اس کا رابطہ جنیوا کے ہوائی اڈہ کے کنٹرول روم سے ٹوٹ گیا۔ ایئر انڈیا انٹرنیشنل کے ترجمان نے بتایا کہ ہوائی جہاز جنیوا ہوائی اڈہ کے کچھ فاصلہ پر گرا۔ اطالوی جہازوں نے اس علاقہ پر اڑان کی ہے۔ اور ایک غیر شناخت شدہ جہاز کا ملبہ مونٹ بلانک کے مغرب کی طرف پڑا دیکھا ہے۔ جو فرانسیسی علاقہ میں شامل ہے جب وقت یہ حادثہ پیش آیا اس وقت مونٹ بلانک علاقہ میں بادل چھائے ہوئے تھے۔ یہ جہاز جنیوا کے کونٹرن ہوائی اڈہ پر اترنے سے کچھ پہلے گرا اور راڈر سکرین سے غائب ہو گیا۔ جہاز جب بمبئی سے روانہ ہوا۔ تب سارا مسافروں سے بھرا ہوا تھا۔ اور بیروت سے اس میں کوئی مسافر سوار نہ ہوا تھا۔ بدقسمت جہاز میں بمبئی سے جو مسافر سوار ہوئے ان میں ۱۷ بھارتی اور ۸ غیر ملکی تھے۔ ۴۸ بھارتی جہازی بھی اس میں سوار تھے۔ جو پیرس جا رہے تھے۔ ہلاک شدگان میں ڈاکٹر بھابا کے علاوہ جو جنیوا جا رہے تھے جے آر ڈی ٹاٹا کے نسبتی بھائی مسٹر برٹول بھی تھے۔ جو جنیوا میں ایئر انڈیا کے ریجنل ڈائریکٹر تھے۔

نئی دہلی ۲۴ جنوری۔ پردھان منتری شریمتی اندرا گاندھی نے آج یہاں اعلان کیا کہ تاشقند کانفرنس کا اعلان ہندوستان اور پاکستان کے درمیان پُرامن تعلقات قائم کرنے کی طرف ایک اہم قدم ہے۔ شریمتی اندرا جو جمعیت العلماء ہند کی طرف سے عید کے سلسلے میں دیئے گئے استقبالیہ میں تقریر کر رہی تھیں نے کہا کہ تاشقند اعلان ایک ہی رات میں ملکوں کے تعلقات کو تبدیل نہیں کر سکتا لیکن وہ امن کا ایک نیا ماحول لے آیا ہے۔ اور ہندوستان ایسی پُرامن فضا سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہتا ہے پردھان منتری کے طور پر حلف لینے کے بعد شریمتی اندرا گاندھی کی یہ پہلی تقریر تھی۔ جو انہوں نے پبلک تقریب میں کی شریمتی اندرا نے گھریلو مسائل کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ یہ ضروری ہے کہ ملک آگے کی طرف بڑھتا رہے ہم جہاں کے تہاں رہ کر گذارہ نہیں کر سکتے۔ اگر ہم ایک ہی جگہ رہے تو ہماری مشکلات بڑھ جائیں گی شریمتی اندرا نے مزید کہا کہ میں کوشش کروں گی۔ کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں سے ملاقات کروں اور اُن کی مشکلات معلوم کروں تاکہ انہیں دور کرنے کے لئے اقدامات کر سکوں یہ ہو سکتا ہے کہ تمام مشکلات یکبارگی دور نہ ہوں۔ لیکن یہ نہایت ضروری ہے کہ مشکلات کا بہادری سے مقابلہ کریں۔ اور کم سے کم اُن میں چند مشکلات کو جس قدر جلد ممکن ہو سکے دور کرنے کی کوشش کریں۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ بھارت سرکار پاکستان سے تعلقات کو مزید بہتر بنانے کے لئے اور بھی اقدامات کرے گی۔ شریمتی اندرا گاندھی نے کہا کہ ہندوستان کو بہت زیادہ مشکلات کا سامنا ہے۔ اور اگر ہم نے انہیں حل کرنے کے لئے ابھی سے کوششیں نہ کیں تو وہ بڑھ جائیں گی۔ شریمتی اندرا نے ملک کی مسلم آبادی کو عید کی مبارکباد دی۔

نئی دہلی ۲۴ جنوری۔ تاشقند معاہدہ کے مطابق سرحدوں سے فوجیں پیچھے ہٹانے کے سلسلہ میں بھارت اور پاکستان کے اعلیٰ فوجی کمانڈروں کے درمیان گذشتہ ہفتہ دہلی میں جو سمجھوتہ طے پایا تھا اس کی تفصیل اب شائع کر دی گئی ہیں جس کے مطابق پانچ دنوں کے اندر اندر سیالکوٹ علاقہ سے دونوں ملکوں کی فوجیں سرحدوں سے ایک ایک ہزار گز پیچھے ہٹ جائیں گی جس کے بعد ۱۲ دنوں کے اندر دونوں ملکوں کی فوجیں وہ علاقہ خالی کر دیں گی جن پر لڑائی کے دوران ایک دوسرے نے قبضہ کیا تھا۔ اور ۲۵ فروری تک فوجوں کی واپسی مکمل ہو جائیگی۔ معاہدہ کی رو سے سرحدوں کے ایک ہزار میٹر کے فاصلہ کے درمیان کسی قسم کی کوئی فائرنگ نہ ہو گی اور نہ ہی ہوائی جہازوں کی اڑانیں ممنوع ہونگی۔ فوجیں پیچھے ہٹتے وقت اپنے تمام مورچے ختم کریں اور دمدمے وغیرہ مسمار کر دینگی جو سرحدوں کے...

قادیان میں یوم جمہوریت کی تقریب

قادیان ۲۶ جنوری ۱۹۶۶ء آج مقامی طور پر قادیان میں یوم جمہوریت کی تقریب میونسپل کمیٹی قادیان کے احاطہ میں پوری شان کے ساتھ زیر صدارت محترم مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل صدر میونسپل کمیٹی قادیان منائی گئی سلسلہ کی روایات کے مطابق احمدی احباب بھی اس موقعہ پر بکثرت شریک ہوئے۔ جناب سردار ستنام سنگھ صاحب ایم۔ ایل۔ اے نے دس بجے ترنگا جھنڈا لہرانے کی رسم ادا کی۔ جھنڈے کی شان میں کوتائیں سنائی گئیں۔ دیش پیار کے گیت گائے گئے۔ جناب سردار ستنام سنگھ صاحب نے اپنی تقریر میں اس دن کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ اور شری لال بہادر شاستری کی بلند شخصیت کے کارنامے بیان کئے اور بتایا کہ آپ نے ملک کو دو نعرے جے جوان اور جے کسان دیئے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے جوان اپنی ہمت اور بہادری کے ساتھ ملک کی حفاظت کریں اور کسان محنت کر کے ملک کی غذائی ضروریات کو پورا کر کے اُسے خود کفیل بنائیں آپ نے ملک میں پیدا ہو رہے انقلاب اور ترقی کا ذکر کیا۔ اور امید ظاہر کی کہ اس طرح کی کوششوں سے ملک کی شان بڑھے گی۔

تقریب کے آخر میں صدر جلسہ محترم مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل نے خطاب فرمایا اور بتایا کہ اس دن کے مناسب حال ہر ملک والوں کو آزاد ملک کے رہنے والوں کی طرح کے بلند خیال اور اعلیٰ اخلاق پیدا کرنے چاہئیں۔ تا ایسا ہو کہ جس آزادی کو بڑی کوشش اور محنت کے ساتھ ہمارے ملکی نیتاؤں نے حاصل کیا اُس سے ہم سب فائدہ اُٹھائیں۔ آپ نے فرمایا ملک واسیوں کو باہمی اتحاد و رواداری کے ساتھ رہنے کا اعلیٰ نمونہ دکھایا جائے اور سب مذہبی پیشواؤں کو خواہ کسی مذہب کے ہوں عزت و احترام کے ساتھ یاد کریں اس طرح ہم ایک دوسرے کے دل میں اپنی محبت پیدا کر سکتے ہیں۔ اور نتیجۃً ملک کی ترقی کا باعث بن سکتے ہیں۔ الغرض یہ تقریب نہایت سادگی کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی اور بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوئی۔